ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
بنیاد
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۳۰ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ
۱۷ دسمبر ۱۹۸۲ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور
ہدیہ
دو روپے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ حضرت لاہوریؒ

عَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنْ یَّخْرُجْ وَاَنَا فِیْکُمْ فَاَنَا حَجِیْجُہٗ دُوْنَکُمْ وَاِنْ یَّخْرُجْ وَلَسْتُ فِیْکُمْ فَامْرَأٌ حَجِیْجُ نَفْسِہٖ وَاللّٰہُ خَلِیْفَتِیْ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ اِنَّہٗ شَابٌّ قَطَطٌ عَیْنُہٗ طَافِیَۃٌ کَاَنِّیْ اُشَبِّھُہٗ بِعَبْدِ الْعُزّٰی بْنِ قَطَنٍ فَمَنْ اَدْرَکَہٗ مِنْکُمْ فَلْیَقْرَأْ عَلَیْہِ فَوَاتِحَ سُوْرَۃِ الْکَھْفِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَلْیَقْرَأْ عَلَیْہِ بِفَوَاتِحِ سُوْرَۃِ الْکَھْفِ فَاِنَّھَا جِوَارُکُمْ مِنْ فِتْنَتِہٖ اِنَّہٗ خَارِجٌ خَلَّۃً بَیْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ یَمِیْنًا وَّعَاثَ شِمَالًا یَا عِبَادَ اللّٰہِ فَاثْبُتُوْا قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا لَبْثُہٗ فِی الْاَرْضِ قَالَ اَرْبَعُوْنَ یَوْمًا یَوْمٌ کَسَنَۃٍ وَّیَوْمٌ کَشَھْرٍ وَّیَوْمٌ کَجُمُعَۃٍ وَّسَائِرُ اَیَّامِہٖ کَاَیَّامِکُمْ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَذٰلِکَ الْیَوْمُ الَّذِیْ کَسَنَۃٍ اَیَکْفِیْنَا فِیْہِ صَلٰوۃُ یَوْمٍ قَالَ لَا اُقْدُرُوْا لَہٗ قَدْرَہٗ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا اِسْرَاعُہٗ فِی الْاَرْضِ قَالَ کَالْغَیْثِ اسْتَدْبَرَتْہُ الرِّیْحُ فَیَاْتِیْ عَلَی الْقَوْمِ فَیَدْعُوْھُمْ فَیُؤْمِنُوْنَ بِہٖ فَیَاْمُرُ السَّمَآءَ فَتُمْطِرُ وَالْاَرْضَ فَتُنْبِتُ فَتَرُوْحُ عَلَیْھِمْ سَارِحَتُھُمْ اَطْوَلَ مَا کَانَتْ ذُرًی وَّاَسْبَغَہٗ ضُرُوْعًا وَّاَمَدَّہٗ خَوَاصِرَ

(جاری ہے)

ترجمہ: نواسؓ بن سمعان سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا اگر دجال میری موجودگی میں ظاہر ہوا تب تو میں ہی تمہارے سوا اس کے ساتھ جھگڑوں گا اور اگر وہ ایسے وقت میں نکلا کہ میں موجود نہ ہوا تب ہر شخص اپنے نفس کی طرف سے جھگڑنے والا ہوگا اور ہر مسلمان پر اللہ میری طرف سے وکیل ہے۔ تحقیق دجال جوان ہوگا گھنگھرالے بالوں والا، آنکھ اس کی پھولنے والی ہوگی گویا کہ میں عبدالعزیٰ ابن قطن سے تشبیہ دیتا ہوں تم میں سے جو شخص اسے پائے اسے چاہیے کہ ابتدائی آیتیں سورہ کہف اس کے سامنے پڑھے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ تب چاہیے کہ پڑھے اول کی آیتیں سورۃ کہف کی۔ پس وہ آیتیں دجال کے فتنے سے بچنے کے لئے امان کا سبب ہیں۔ تحقیق وہ دجّال ایک راہ سے نکلنے والا ہے جو شام اور عراق کے درمیان ہے پھر دائیں اور بائیں فساد کرنے والا ہوگا۔ اے اللہ کے بندو! ثابت قدم رہو۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ کتنی دیر دنیا میں ٹھہرے گا۔ آپ نے فرمایا۔ چالیس دن تک، ایک دن سال کے برابر ہوگا اور ایک دن مہینے کے برابر ہوگا اور ایک دن ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی دن تمہارے دنوں کی طرح ہوں گے۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ دن جو ایک سال کا ہوگا کیا اس میں ہمیں ایک دن کی نماز کافی ہوگی۔ آپؐ نے فرمایا نہیں موجودہ دن جتنا اندازہ کرنا پڑے گا۔ ہم نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم)

(باقی ۲۴ پر)

جلد ۲۸ ● شمارہ ۲۴

جمعۃ المبارک
۱۷ دسمبر ۱۹۸۲ء

رئیس الادارہ
شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مجلس ادارت
مولانا محمد اجمل قادری
محمد سعید الرحمن علوی
ظہیر میر۔ ایم اے ایل ایل بی

بدل اشتراک

سالانہ ——— ۱۰۰ روپے
ششماہی ——— ۵۰ روپے
سہ ماہی ——— ۲۵ روپے

فی پرچہ دو روپے

ناشر۔ مولانا عبید اللہ انور۔ طابع الٰہی بخش
مطبع کاسموپرنٹرز ۴۸۰۔ ڈی موری گیٹ لاہور

جماعتی کارکنوں سے!

عزیزانِ گرامی! جامع مسجد شیرانوالہ لاہور میں جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس عمومی کا اجلاس تھا۔ مسجد کا وسیع و عریض ہال ملک بھر کے مندوبین سے بھرا ہوا تھا۔ مسند صدارت پر حضرت الامام مرشد درخواستی زید مجدھم تشریف فرما تھے ان کے دائیں بائیں قائدین کرام تھے۔ مرکزی انتخاب کا مرحلہ پیش تھا۔ بعض جماعتی احباب آج کی طرح کل بھی تھے جو حضرت درخواستی سے ادھار کھائے بیٹھے تھے انہوں نے حضرت درخواستی اور مولانا مفتی محمود مرحوم کے درمیان معرکہ آرائی کا منصوبہ بنایا۔ اور جونہی عہدہ امارت کے لئے تحریک کا اعلان ہوا تو ایک مرحوم رہنما نے اٹھ کر بڑے اہتمام سے مولانا مفتی محمود کا نام عہدہ امارت کے لئے پیش کر ڈالا۔ ادھر سے حضرت درخواستی کا نام پیش ہوا۔ قریب تھا کہ ملک بھر کے جماعتی ورکر کسی ناگفتہ بہ صورت حال کا شکار ہوتے گو کہ اس کا امکان نہ ہونے کے برابر تھا لیکن مولانا مفتی محمود خود اٹھے انہوں نے جماعتی کارکنوں کا رخ سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف موڑا جہاں حضور اقدس نبی مکرم، قائدنا الاعظم صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وسلامہ کے سانحہ ارتحال کے بعد امت کے بہترین افراد اپنی آئندہ قیادت کا فیصلہ کرنے بیٹھے تھے۔ مفتی صاحب نے کہا کہ وہاں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی برائے خلافت پیش ہوا۔ جبکہ فاروقی تحریک امامنا المعظم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق تھی ——— جناب فاروق نے فرمایا ——— جس جماعت کے اندر حضرت صدیق اکبر ہوں اس کا امیر میں بنوں؟ ایسا ناممکن ہے ——— مفتی صاحب نے اس حوالہ سے بات کی اور فرمایا۔ جس جماعت کے اندر حضرت درخواستی ہوں، اس کا امیر میں بنوں؟ ——— ایسا کبھی نہیں ہو سکتا ——— ہمارے امیر حضرت درخواستی ہی ہوں گے اور بس ——— وہ حضرات جو کچھ اور سوچے بیٹھے تھے ان کی امیدیں دھری کی دھری رہ گئیں اور پوری جماعت

نے مرشد درخواستی کو اپنا امیر و امام تسلیم کر لیا ــــــ مفتی صاحب دنیا سے رخصت ہوئے۔ قوم نے ان کے سفرِ آخرت پر انہیں زبردست خراج عقیدت پیش کیا ــــــ موجودہ حکومت نے مبینہ طور پر اپنی کوتاہیوں کے باوصف اس عظیم انسان کے سفرِ آخرت کے لئے ہر نوع کی سہولتیں فراہم کیں۔ صدر مملکت اہم ترین مصروفیات کے باوصف شریک جنازہ ہوئے۔ ذرائع ابلاغ نے بھرپور طریق سے مفتی صاحب کا ذکر کیا ــــــ لیکن ہم نے یہ تماشا بھی دیکھا کہ مفتی صاحب کے جنازہ کے موقعہ پر بعض پیشہ ور مقررین نے ان کے "صاحبزادہ گرامی" کو مستقبل کے قائد کی حیثیت سے ابھارنا شروع کیا اور پھر "صاحبزادہ محترم" نے اپنے عظیم باپ کا کفن میلا ہونے سے پہلے ہی اپنے باپ کے دوستوں، ساتھیوں اور حضرت درخواستی اور مولانا عبیداللہ انور جیسے محسنوں سے لڑائی مول لے لی ــــــ خانپور کے اجلاس کے موقعہ پر حضرت درخواستی کی مہمان نوازی سے مشرف ہونے کے باوجود "صاحبزادہ گرامی" کے سرپرستوں اور بہی خواہوں نے ایسی صورت حال پیدا کی جو بہرطور افسوسناک تھی۔ اور اس کے بعد برابر یہ قصہ بڑھتا رہا تا آنکہ چند حجرہ نشین بزرگوں نے مولانا درخواستی اور مولانا انور کو چھٹی کرا کر قیادت کا تاج "صاحبزادہ گرامی" کے سر رکھ دیا ــــــ ہم تو بہرحال ان حجرہ نشین بزرگوں اور صاحبزادہ محترم کے لئے دعاگو ہیں کہ وہ پھلیں اور پھولیں لیکن اگر یہ بات صحیح ہے اور یقیناً صحیح ہے کہ اللہ رب العزت اپنے محبوب بندوں کی اہانت پر سخت ناراض ہوتے ہیں تو حضرت الامام لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعد سے اب تک جو شخص امارت کے لئے ہر طرح فٹ تھا وہ اب کیوں اَن فٹ ہو گیا؟ اور خود امام لاہوری کا بیٹا (اور ہم یہ بات محض صاحبزادگی کی بناء پر نہیں بلکہ اہلیت کی بناء پر کہہ رہے ہیں) جو ایوبی استبداد سے لے کر بھٹو فسطائیت تک ہر جگہ صف اوّل میں تھا (جبکہ ہمارے بعض بزرگ منقار زیر پر تھے) تو اب اس میں کون سی خامی آ گئی؟

ہمارا سوال صرف اپنے کارکنوں سے ہے۔ وہ کارکن جنہوں نے ہر مرحلہ پر ہراول دستے کا کردار ادا کیا۔ وہ کارکن جنہوں نے مالی و جانی قربانی و ایثار کا ریکارڈ توڑا ــــــ وہ کارکن ہماری متاع ہیں اور ان سے ہمارا سوال ہے کہ ملک میں یہ کھیل کب تک کھیلا جائے گا ــــــ ہم کسی سے الجھنے کے حق میں نہ کل تھے نہ آج ہیں۔ لیکن اتنا تو ہم ضرور کہیں گے کہ وہ آگے بڑھیں، اپنی ذمہ داریاں پوری کریں ــــــ جماعت کا مستقبل ان کے ہاتھ میں ہے۔ اگر وہ حقیقی قیادت کا ہاتھ بٹانے اور ان کا پیغام محبت ہر جگہ پہنچانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں تو پیشہ ور واعظین کی کھیپ یا ماضی میں ہر مقام کی حقیقی قیادت سے انتقام لینے والے نئے چہرے خائب و خاسر ہو کر رہ جائیں گے اور جماعت کی گاڑی صحیح رخ پر چل سکے گی۔

عزیزانِ گرامی! آپ حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی وہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ ان کے ایک بہت ہی عزیز تلمیذ و خادم نے ایک مسئلہ پر کتاب لکھنے کے بعد انہیں رائے کے لئے پیش کی تو حضرت نے بعد از مطالعہ فرمایا کہ سب غلط، بالکل غلط ــــــ اور فرمایا کہ حوالے درست ہیں لیکن نتائج کا استنباط کرنے میں ہر جگہ ٹھوکر کھائی گئی ــــــ اور پھر تاریخی جملہ فرمایا کہ:

"میاں تم کتنے ہی بڑے
ہو جاؤ، اور علم و تدریس
خوب کرنے لگو، لیکن
بڈھوں کی محتاجی تو رہے گی"

یہ بڈھے خدا کی زمین پر اپنا ایک مخصوص مقام رکھتے ہیں ان کی سفید داڑھیاں ایسی ہوتی ہیں کہ ان سے بڑے بڑے شرم کھاتے ہیں ــــــ اور پھر اے برادرانِ عزیز! جو بڈھے آپ کے بڑے ہیں، ان کے حافظ الحدیث اور ولی بن ولی ہونے کے کل تک تم نعرے لگاتے تھے ــــــ یقین کرو کہ وہ آج بھی وہی ہیں ــــــ ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ــــــ یہ وہ ہیں جو لنو اقسم علی اللہ لابرہ کی صف کے لوگ ہیں ــــــ ان کے ہاتھ مضبوط کرنا اس ملک کے استحکام، اس میں اسلامی نظام کے نفاذ اور اس میں برائیوں کے ازالہ کے لئے از بس ضروری ہے ــــــ اگر تم نے وقت کی رفتار کو نہ پہچانا تو ان کا تو کچھ نہ بگڑے گا لیکن تمہارا مستقبل تاریک ہو جائے گا ــــــ انہی کے ہاتھوں جن کی زلف کا گرہ گیر بنانے کی فکر ہو رہی ہے۔ وہ ایسے منتقم مزاج ہیں کہ بقول بنوں کے ایک بزرگ عالم ــــــ اُن کا دَور آ گیا تو وہ مرحوم مفتی صاحب کی قبر تک نہ چھوڑیں گے ــــــ اور اپنے آپ کو پہچانو، اپنی تاریخ یاد کرو، اور تعاون علی البر والتقویٰ پر کمربستہ ہو جاؤ ــــــ خدا تمہارا ہمارا سب کا محافظ ہو۔

علوی
۱۷ر دسمبر ۱۹۸۲ء

۱۳ر دسمبر کو ہوا ــــــ حضرت العلام رحمہ اللہ تعالیٰ پاکستان کے ان محسنوں میں تھے جن کے احسانات کا اعتراف خود بانیٔ پاکستان نے کیا ــــــ مولانا کے ہاتھوں کراچی میں پرچم کشائی کرائی گئی ــــــ قرارداد مقاصد ان کے مشورہ سے مکمل ہوئی ــــــ انہوں نے بانی پاکستان کی نماز جنازہ پڑھائی لیکن کتنا ستم ہے کہ آج ان لوگوں کے لئے بڑا اہتمام ہوتا ہے جن کی زندگیوں کا حدود اربعہ تکفیر مسلمین اور انگریزی حکومت کو استحکام بخشنے کے بغیر کچھ نہ تھا۔ لیکن نہیں ذکر تو مولانا عثمانی کا، وہ کسی کے محتاج نہیں۔ قرآن کی تفسیر اور مسلم شریف کی شرح ان کا اتنا بڑا کارنامہ ہے کہ باید و شاید؟ اور ان کے رفع درجات کا عظیم سبب ــــــ لیکن زندہ قوموں کا کوئی فرض ہے یا نہیں؟ حکومت، ذرائع ابلاغ اور خدام عثمانی ــــــ ہر کسی کو اپنا فرض پہچاننا چاہیئے۔

کاروباری انجمنوں کے مطالبات سب سامنے آ چکے ہیں۔ ہمیں معلوم نہیں کہ حکومت نے اس معاملہ میں کیا کردار اب تک ادا کیا؟ ضرورت اس بات کی ہے کہ ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم بہ سلسلہ قادیانیت پر مؤثر طریق سے عمل ہو اور قادیانیوں سے باقاعدہ جزیہ وصول کیا جائے اس کے ساتھ ہی فیصل آباد کے ایک تعلیمی افسر مسٹر صفدر جنگ کا سختی سے محاسبہ ہو جس کا اس ضمن میں بہت نام آ رہا ہے اور جو باقاعدہ اس ہنگامہ میں ملوث ہے۔ یہ شخص اس سے قبل گکھڑ نارمل سکول میں رہا وہاں شکایات تھیں، لاہور کا افسر تعلیم تھا یہاں شکایات تھیں۔ مبینہ طور پر فرقہ واریت کا رسیا ہے اور اسی حوالہ سے گڑبڑ کرنے کرانے کا عادی ہے۔

اس قسم کے افسران کا سختی سے محاسبہ نہ ہوا تو حکومت کو نازک حالات سے دوچار ہونا پڑ گیا ــــــ

حضرت العلام عثمانی قدس سرہٗ

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ نظام العلماء کے کنوینر چودھری احمد یعقوب صاحب نے ایک اپیل ارسال کی ہے جس کا تعلق حضرت العلام مولانا شبیر احمد عثمانی قدس سرہٗ سے ہے جن کا وصال

صفدر جنگ صاحب

ربوہ سکول کے ماسٹر محمد اللہ صاحب پر ہونے والی زیادتی کے ضمن میں ربوہ، چنیوٹ، جامعہ محمدی اور فیصل آباد وغیرہ میں طلبہ کے احتجاج اور علماء کی قراردادیں،

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

خالق سے اخلاص اور مخلوق کی خدمت

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

بعد از خطبہ مسنونہ :۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم : بسم اللہ الرحمن الرحیم :۔

اَرَءَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ ۔ ۔ ۔ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ

(صدق اللہ العلی العظیم)

محترم حضرات و معزز خواتین!

سورۃ ماعون آپ کے سامنے تلاوت کی گئی ہے۔ جو تیسویں پارے کے آخری حصہ کی مختصر ترین سورتوں میں سے ایک ہے۔ اس میں سات چھوٹی چھوٹی مختصر آیات ہیں اور بقول حضرت لاہوری قدس سرہ اس میں "مکذبین قیامت" کے اوصاف ذکر کئے گئے ہیں —— قرآن حکیم جو بقول مولانا سندھی رحمہ اللہ تعالٰے ایک انقلابی کتاب ہے اور اس نے اپنی انقلابیت سمجھانے کے لئے "واقعہ قیامت" کو بنیاد بنایا ہے —— انقلاب کہتے ہیں ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل —— ایسا واقعہ جو سارا دنیا کا نظام اوپر تلے کر کے مکمل انقلاب کا نقشہ پیش کرے گا وہ قیامت ہے۔ کیونکہ کوئی چیز بھی سابقہ حالت پر نہیں رہے گی —— سو اسی طرح قرآن دنیا میں انقلاب کا علمبردار ہے اور وہ چاہتا ہے کہ انسان میں اس قدر تبدیلی آ جائے کہ اس کی مکمل کایا کلپ۔ وہ اصنام پرستی، اوہام پرستی، قبور پرستی اور ہر قسم کی پرستشوں سے الگ ہو کر محض اللہ تعالٰی کی پرستش کرنے والا بن جائے۔ جو لوگ لات و منات کی پوجا میں یا آگ پتھر پانی کی پرستش میں یا اپنے اکابر و اسلاف کی بندگی میں غرق ہو چکے تھے انہیں یہ بات قطعاً گوارا نہ تھی وہ اس انقلابی آواز پر بدکتے، الجھتے اور لڑائی جھگڑے پر اتر آتے۔ اللہ کا پیغمبر حالات کی تبدیلی کی طرف توجہ دلاتا اور اس ضمن میں آنے والے انقلاب عظیم کی طرف توجہ دلاتا، اور یوم الدین، یوم الجزاء اور یوم الحساب کی کیفیات کا ذکر کرتا تو عقل کے اندھے اور دل کے کوڑھی حسد و رقابت میں اس "یوم انقلاب" ہی کا انکار کر گذرتے —— یہ معاملہ اس حد تک بڑھا کہ صحیفہ قرآنی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوت توحید کے جھٹلانے کے بعد جس چیز اور حقیقت کو سب سے زیادہ جھٹلایا گیا وہ یوم دین و جزا تھا۔ اللہ تعالٰے نے اس سورۃ مبارکہ میں انہی لوگوں کے کردار کا ذکر کیا ہے —— ترجمہ ملاحظہ فرمائیں :۔

"کیا آپ نے اس کو دیکھا جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے۔ پس وہ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔ پس ان نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں، جو دکھلاوا کرتے ہیں اور برتنے کی چیز تک روکتے ہیں۔" (ترجمہ حضرت لاہوریؒ)

حضرات علماء کے ارشادات

حضرت لاہوری رحمہ اللہ تعالٰی ابتدا کی تین آیتوں کے متعلق تو فرماتے ہیں کہ "منکرین قیامت کے یہ اوصاف ہیں" —— اور آخر کی چار آیات کے متعلق فرماتے ہیں کہ :۔

"نمازی ہو کر اگر خلقِ خدا تعالٰی کی دلآزاری کرے اور اس کی حقیر سی خدمت بھی نہ کرے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس نے نماز کا مقصد ہی نہیں سمجھا اور یہ بھی مکذب کی طرح دوزخ میں ڈالا جائیگا۔" ص ٩٦٣

جبکہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے ہیں :۔

"یعنی سمجھتا ہے کہ انصاف نہ ہوگا اور اللہ کی طرف سے نیک و بد کا کبھی بدلہ نہ ملیگا۔"

مولانا عثمانی "یکذب بالدین" سے متعلق بعض علماء کی یہ رائے بھی نقل کرتے ہیں کہ :۔

"بعض علماء نے دین کے معنی ملت کے لئے ہیں یعنی ملت اسلام اور مذہب حق کو جھٹلاتا ہے گویا مذہب و ملت اس کے نزدیک کوئی چیز ہی نہیں۔" (ص ٨٣)

گویا الدین سے یا تو "یوم دین" یعنی قیامت کا دن مراد ہے جو مشہور ترین بات ہے اور یا الدین سے مراد دین اسلام ہے اور اگر ذرا غور سے دیکھیں تو نتیجہ تو ایک ہی سامنے آتا ہے دین اسلام کے انکار میں قیامت بھی آ جاتی ہے اس لئے بات دونوں شکلوں میں ہی بنتی ہے۔ اور اللہ تعالٰے گویا ان عاقبت نا اندیش لوگوں کے حالات کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ جو اس حقیقت کبرٰی کے منکر ہیں —— پھر یتیم کو "دھکے دینے" پر مولانا لکھتے ہیں۔

"یعنی یتیم کی ہمدردی و غمخواری تو درکنار، اس کے ساتھ نہایت سنگدلی اور بد اخلاقی سے پیش آتا ہے۔"

اور سچ پوچھیں تو اس بد اخلاقی کا سبب عقیدہ کی خرابی ہی ہے۔ عقیدہ درست ہو تو انسان کے اندر مہر و محبت، رحمدلی، شرافت اور خیر و خوبی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں عقیدہ بگڑ جائے تو انسان، انسانیت کے جامہ میں وحشت و بربریت، سنگدلی و قساوت اور خباثت و رذالت کی تصویر بن جاتا ہے۔ یتیم کی خبر گیری تو بڑا ہی مبارک کام ہے۔ قرآن نے اس پر بڑے ہی اجر و ثواب کے وعدے کئے اور حضور علیہ السلام نے ایسے شخص کے لئے فرمایا کہ وہ جنت میں میرا رفیق ہو گا —— لیکن اصل مسئلہ تو پھر وہی ہے کہ ایسا وہ کرے گا جس کا اجر و ثواب پر اعتماد ہو اور جس کا اعتماد ہی نہیں اسے اس کی کیا ضرورت؟

پھر تیسری آیت یعنی "نہیں تاکید کرتا محتاج کے کھانے پر" —— اس ضمن میں مولانا فرماتے ہیں :۔

"یعنی غریب محتاج کی نہ خود خبر لے نہ دوسروں کو ترغیب دے۔"

حالانکہ ایک انسان کو نیکی کرنے کے ساتھ ساتھ نیکی و خیر کا مبلغ و مناد ہونا چاہیئے۔ جیسا کہ سورۃ عصر میں تواصی بالحق کے ضمن میں علماء نے لکھا —— کہ جن عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ کی اللہ تعالٰے نے کسی بندے کو توفیق دی ہے اس پر لازم ہے کہ ان کی تشہیر بھی کرے، انہیں پھیلائے اور دوسروں کو ان پر عمل کی ترغیب دے —— آگے مولانا نے لکھا اور خوب کہ :

"ظاہر ہے کہ یتیموں اور محتاجوں کی خبر لینا، اور ان کے حال پر رحم کھانا دنیا کے ہر مذہب و ملت کی تعلیم میں شامل ہے۔ اور ان مکارم اخلاق میں سے ہے جن کی خوبی پر تمام عقلاء اتفاق رکھتے ہیں۔ پھر جو شخص ان ابتدائی اخلاق سے بھی عاری ہو سمجھو کہ آدمی نہیں جانور ہے —— بھلا ایسے کو "دین" سے کیا

واسطہ اور اللہ سے کیا لگاؤ ہوگا؟ (ص۲۳۸)

سورۃ کا اگلا حصّہ — اور اس کا مفہوم

یہ تو آپ حضرات نے ابتدائی تین آیات کا مفہوم سنا جس میں یوم الدین یا الذین یعنی دین اسلام کو جھٹلانے والے کا ذکر ہے۔ بالفاظ دیگر کافر کا، کہ اس کی تمام خرابیوں کی جڑ اس کا کفر ہے — اگلا حصّہ علماء کرام کی تصریح کے مطابق منافقوں سے متعلق ہے۔ شریعت کی زبان میں منافق کہتے ہیں ایسے شخص کو جس کے دل میں کچھ ہو اور زبان پر کچھ؟ حضور علیہ السلام کے دورِ سعادت میں ایسے بدبخت لوگوں کی کمی نہ تھی، ان کا قرآن میں جابجا ذکر ہے۔ "المنافقون" کے نام سے ایک سورۃ قرآن میں موجود ہے۔ جہنم کے نچلے حصوں میں ان کے سزا پانے اور جلانے کا ذکر ہے۔ اب ہم کسی کو اس طرح تو منافق نہیں کہہ سکتے کہ دل کا معاملہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہے۔ جب وحی کا سلسلہ جاری تھا تو حضرت حق اپنے محبوب پیغمبر کو وحی کے ذریعہ ایسے لوگوں کا بتلا دیتے۔ لیکن قرآن و حدیث میں منافقین کی بعض نشانیوں کا ایسا ذکر ہے جن سے کسی نہ کسی درجہ میں فیصلہ کیا ہی جا سکتا ہے۔ مثلاً سورۂ نساء میں ان کے نماز پڑھنے کا ذکر ہے اور یہاں بھی اس کا ذکر ہے لیکن اس طرح کہ اس میں نہ سوز ہے نہ مزہ — یا قرآن عزیز نے بتلایا کہ مال و دولت کی ہوس اور دنیوی مفادات کو دینی مفادات پر ترجیح دیتے ہیں یا حضور علیہ السلام نے جھوٹ بولنے والے، خیانت کرنے والے، جھگڑے کے وقت گالی بکنے والے وغیرہ کو منافق سے تعبیر کیا — ایسا شخص بھی درحقیقت یوم الدین یا دین اسلام کا منکر ہی ہوتا ہے وہ اسلام کی بات کرتا یا کہتا ہے تو محض مفادات کی غرض سے، ورنہ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا — اس تمہید کے ساتھ اگلی آیات کا خلاصہ سامنے رکھیں۔ تو بات سمجھنی آسان ہو جائے گی اور معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں طبقات کا ذکر کر دیا جن میں سے ایک تو کھلم کھلا دینِ حق کا دشمن ہے تو دوسرا محض مفادات کا بندہ ہے — اس مفادات کے بندے کا ذکر جو اللہ تعالیٰ نے آخری چار آیات میں کیا، ان کے متعلق مولانا عثمانی فرماتے ہیں:-

"ان نمازیوں کا ذکر ہے جو بے خبری و غفلت کے سے عالم میں نماز پڑھتے ہیں) کہ وہ نہیں جانتے کہ نماز کس کی مناجاۃ ہے۔ اور مقصود اس سے کیا ہے! اور کس قدر اہتمام کے لائق ہے؟ یہ کیا نماز ہوئی کہ کبھی پڑھی، کبھی نہ پڑھی، وقت بے وقت کھڑے ہو گئے، باتوں میں اور دنیا کے دھندوں میں جان بوجھ کر وقت تنگ کر دیا پھر پڑھی بھی تو چار ٹکریں لگا لیں، کچھ خبر نہیں کس کے روبرو کھڑے ہیں اور احکم الحاکمین کے دربار میں کس شان سے حاضری دے رہے ہیں، کیا خدا صرف ہمارے اٹھنے بیٹھنے جھک جانے اور سیدھے ہونے کو دیکھتا ہے؟ ہمارے دلوں پر نظر نہیں رکھتا؟ اور ان میں کہاں تک اخلاص اور خشوع کا رنگ موجود ہے؟"

چھٹی آیت میں ہے "وہ جو دکھلاوا کرتے ہیں"۔ اس پر مولانا فرماتے ہیں:-

یعنی ایک نماز ہی کیا اُن کے دوسرے اعمال بھی ریاکاری اور نمود و نمائش سے خالی نہیں گویا ان کا مقصد خالق سے قطع نظر کر کے صرف مخلوق کو خوش کرنا ہے — اور ظاہر ہے جب مقصد مخلوق کی خوشی رہ گئی تو پھر قیامت کی صبح کیا ملے گا؟ اللہ تعالےٰ یہی فرمائیں گے کہ چلو جن کو خوش کرنے کی فکر تھی ان سے اجر مانگو، سوچیں کہ کس قدر خفت و ندامت ہوگی (اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس مصیبت کبریٰ سے بچائے)

اور آخری ٹکڑے "اور برتنے کی چیز تک سے روکتے ہیں" کے متعلق ارشاد ہے:-

"یعنی زکوٰۃ و صدقات وغیرہ تو کیا ادا کرتے معمولی برتنے کی چیزیں بھی مثلاً ڈول، رسی، ہنڈیا، دیگچی، کلہاڑی، سوئی تاگہ وغیرہ کسی کو مانگی نہیں دیتے۔ جن کے دے دینے کا عام رواج ہے۔ بخل اور خست کا جب یہ حال ہو تو ریاکاری کی نماز سے ہی کیا فائدہ ہوگا؟"

اور آخر میں حضرت عثمانی مغز و نچوڑ کے طور پر جو بات فرماتے ہیں اس کو دل کے کان کھول کر سن لیں،

"اگر ایک آدمی اپنے کو مسلمان، نمازی کہتا اور کہلاتا ہے مگر اللہ کے ساتھ اخلاص اور مخلوق کے ساتھ ہمدردی نہیں

رکھتا اس کا اسلام لفظ بے معنی اور اس کی نماز حقیقت سے بہت دور ہے۔ یہ ریاکاری اور بداخلاقی تو ان بدبختوں کا شیوہ ہونا چاہئے جو اللہ کے دین اور روز جزا پر کوئی اعتقاد نہیں رکھتے"۔ ص۳۳۸

ان معروضات کے پیش کرنے کے بعد بات آپ کی سمجھ میں آگئی ہوگی کہ اسلام نام ہے اللہ کے ساتھ اخلاص کا معاملہ کرنے اور اس کی مخلوق کی خدمت کا — ورنہ تمام کا تمام عبث و بیکار ہے۔ اب اپنا جائزہ لینا ہر شخص کا کام ہے کہ وہ اخلاص و خدمت میں کیا مقام رکھتا ہے؟ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنی مرضیات کا پابند بنائے۔ آمین!

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

سانحۂ ارتحال

حضرت اقدس لاہوری قدس سرہٗ اور ان کے جانشین محترم کے انتہائی مخلص و عقیدت مند لالہ عبدالعزیز عبدالحمید پہلوان مٹھائی والے آف ٹوبہ ٹیک سنگھ کی والدہ محترمہ گذشتہ دنوں انتقال کر گئیں — یہ پورا خاندان خانقاہ عالیہ قادریہ راشدیہ لاہور سے وابستہ ہے اور ایک ایک بچہ اس خانقاہ پاک کے بزرگوں کا ممنون احسان۔

یہ مرحومہ جن کا انتقال ہوا اتنی نیک اور پاک طینت خاتون تھیں۔ کہ بقول مولانا عبیداللہ انور نہ صرف ان کا خاندان ان کی دعاؤں سے محروم ہوا بلکہ پوری جماعت محروم ہو گئی۔

حضرت اقدس لاہوری قدس سرہٗ جنازہ و تعزیت کے لئے خود جانے کی خواہش و تمنا کے باوصف اس لئے نہ جا سکے کہ وہ ایک عرصہ سے علیل ہیں اور سفر ان کے لئے دوبھر ہو رہا ہے — مرحومہ کے ایک صاحبزادے عبدالحمید پہلوان عین انہی دنوں میں تبلیغی جماعت کے پروگرام میں بیرون ملک کا نوماہی دورہ کر کے واپس آئے تھے اور اپنی مدت کی تکمیل کے لئے رائے ونڈ مقیم تھے جہاں سے انہوں نے ایک طویل خط میں حضرت لاہوری کی قرآنی خدمات کے متعلق کئی عجیب و غریب واقعات لکھے۔ (یہ خط عنقریب چھپ جائیگا) حضرت والا نے ایک خط کے ذریعہ پورے خاندان کے ساتھ تعزیت و ہمدردی کا اظہار فرمایا ہے اور جماعت کے اکابر و اصاغر کو دعا کے لئے توجہ دلائی ہے۔

ادارہ کا ہر فرد اس غم میں سوگوار خاندان کے ساتھ شریک ہے۔

اللھم اغفرلھا وارحمھا

(ادارہ)

تحریر و ترتیب انٹرویو: بدر منیر احرار

صاحبِ بصیرت، مردِ درویش علماءِ حق دیوبند کے گروہ کی نشانیوں میں ایک نعمت

کالعدم جمعیت علماءِ اسلام کے امیر حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی سے ایک اہم ملاقات

اپنے والد بزرگوار سمیت متعدد بزرگ افراد راوی ہیں کہ خانپور میں ایک عظیم الشان تبلیغی کانفرنس کے سلسلے میں برصغیر کے ممتاز جید علماءِ کرام موجود تھے۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہٗ سے قبل حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے خطاب فرمایا۔ جلسہ گاہ میں ہزارہا افراد موجود تھے۔ شاہ صاحب کی تقریر کے بعد حضرت درخواستی کا خطاب تھا۔ شاہ جیؒ کے خطاب کے بعد جس وقت حضرت درخواستی خطاب فرمانے لگے تو مجمع میں سے کچھ افراد اُٹھنے لگے۔ حضرت شاہ جیؒ کو جلال آیا فوراً مائیک پر تشریف لائے اور اپنی مخصوص گرجدار آواز میں عوام سے مخاطب ہو کر فرمایا "مجھے آپ لوگوں کی عقل فہم و فراست پر افسوس ہو رہا ہے کہ وقت کا محدث ولی جس سے فیض حاصل کرنے کے لئے ہم لوگ ان کی خدمت میں وقت گذارا کرتے ہیں۔ آپ لوگ ان کی قدر کیا جانیں۔ اگر آپ لوگ ان کی شخصیت کو پہچانتے تو قطعاً ان کا خطاب سنے بغیر نہ اُٹھتے۔ ان کا تقویٰ، پرہیزگاری اور دینی ملی خدمات اُمتِ مسلمہ کے لئے ایک قیمتی سرمایہ ہیں"۔ شاہ جی کے چند الفاظوں کی ادائیگی کے بعد مجمع جم کر بیٹھ گیا۔

مولانا محمد عبداللہ درخواستی تحصیل خان پور کی ہی بستی درخواست میں پیدا ہوئے۔ ممتاز روحانی پیشوا خلیفہ اوّل دین پور شریف حضرت مولانا غلام محمد صاحب کے خاص منظور نظروں میں ایک ہیں جن پر خلیفہ دوئم سجادہ نشین درگاہ عالیہ دین پور شریف میاں عبدالہادی صاحب بھی بہت شفقت فرماتے تھے آپ حافظ الحدیث شیخ التفسیر بزرگ کامل درویش صفت اللہ والے ہیں۔ جن کی تمام عمر عبادت و ریاضت میں گزر رہی ہے۔ آپ متعدد بار حرمین شریف اور روضہ اطہر کی زیارت فرما چکے ہیں۔ اور ان خوش نصیبوں میں شمار ہوتے ہیں۔ جن کو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی بار زیارت نصیب ہو چکی ہے۔ اور وہاں سے رشد و ہدایت پائی ہے۔ آپ نے ملک و قوم اور اسلام کی خدمت جس طریق پر کی ہے وہ تاریخ کا سنہری باب ہے۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں آپ روضہ اطہر پر حاضری دینے کے لئے گئے تو حضور کریم صلعم کی زیارت نصیب ہوئی۔ اور حضور پُرنور نے آپ کے ذریعے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو سلام بھجوایا اور حکم دیا کہ بخاری سے کہو کہ اپنے کام میں (ختم نبوت) لگے رہو۔

ایک دفعہ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدینہ منورہ میں قیام پذیر تھے۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ روز محشر ہے نفسا نفسی کا عالم ہے کہ اچانک ایک طرف سے تخت محمدی اُتر رہا ہے، ایک بہت بڑا پرچم محمدیؐ لہرا رہا ہے اور پوری اُمت پر سایہ کا کام دے رہا ہے۔ تخت محمدیؐ پر حضور پرنور اپنے پیارے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جھرمٹ میں خوش خوش بیٹھے ہیں۔ اور فوجی نوجوان فوجی لباس میں حضور اکرمؐ کے قدموں میں لوٹ رہا ہے اور پاؤں چومے چاٹے جا رہا ہے۔

حضرت درخواستی مدظلہٗ کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ دیکھوں تو سہی کہ یہ

کون خوش قسمت ہے جس کو یہ رتبہ نصیب ہے۔ آگے بڑھ کر جو دیکھا کہ شفقت حضور فرما رہے ہیں۔ اور سعادت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو نصیب ہے۔ یہی خواب آ کر حضرت درخواستی نے حضرت امیر شریعتؒ کو سُنایا تو حضرت شاہ جی کی آنکھوں سے خوشی سے آنسو جاری ہو گئے فرمایا حضرت خدا آپ کی زبان مبارک کرے اور ایسا ہو جائے۔ خدا مجھے حضور کے غلاموں کے غلاموں کی غلامی ہی نصیب فرمائے۔

مولانا محمد عبداللہ درخواستی انتہائی سیدھے سادے سادہ مزاج کے قلندر اور موجودہ وقت کے محدث و ولی صفت عالم دین ہیں۔

برصغیر پاک و ہند میں علماء دیوبند نے تحریک آزادی سمیت درجنوں تحریکوں میں جو نمایاں کردار ادا کیا وہ تاریخ کا سنہری باب ہے۔ ممتاز علماء کرام کا ایک گروہ تھا جن میں شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ، سید حسین احمد مدنیؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا عبیداللہ سندھیؒ، خلیفہ اول دین پور شریف میاں غلام محمدؒ، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا انور شاہ کاشمیریؒ، مولانا گل شیر صاحبؒ شہیدؒ، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، مظہر علی اظہرؒ، شیخ حسام الدینؒ، چوہدری افضل حقؒ مرحوم، مولانا مفتی کفایت اللہؒ، مولانا احمد سعیدؒ دہلوی، شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ اور بے شمار علماء کرام جنہوں نے تحریک آزادی اور بے شمار تحریکوں میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اللہ والوں کے عظیم گروہ کا ایک ریلا تھا جو گزر گیا۔ آج ان اسلاف کی نشانیوں میں سے ایک حضرت درخواستی مدظلہٗ یعنی کہ علماء کرام کی تسبیح کے دانوں میں سے ایک دانہ ہیں۔

ان کی شخصیت کے بارے میں مجھ جیسا کم علم اور معذور انسان کیا لکھ سکتا ہے۔ میں تو دین پور شریف کے بزرگوں اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے فرزندان اور حضرت لاہوری کی شفقت اور دعاؤں کا مرہونِ منت ہوں۔ جن کے صدقے میری خداوند قدوس نے پہچان کرائی اور وقتاً فوقتاً ٹوٹے پھوٹے الفاظ لکھنے کی ہمت و توفیق دیتا ہے۔ خدا کا لاکھ احسان ہے۔

کالعدم جمعیت العلماء اسلام کے انتہا پسند گروہ کے چند افراد نے جس طرح ایم آر ڈی سے ناطہ جوڑا اور جس طرح ایک مضبوط قوت کا شیرازہ بکھیرنے کی دشمنانِ دین کی سازش کامیاب ہو رہی ہے اس پر جہاں دل خون کے آنسو رویا وہاں چند الفاظ اپنی رائے کے طور پر لکھنے کے ساتھ ساتھ حضرت درخواستی سے بھی اس ضمن میں ملاقات کا پرانا شوق اُبھرا۔ ان سے کیا سوال جواب ہوئے۔ قارئین کرام آگے چل کر پڑھ لیں گے۔

یہاں میں چند معروضات اپنی طرف سے عرض کروں گا کہ ہم باوجود اس کے کہ ہماری رائے سے کچھ حضرات جذباتی انداز میں ہم سے اختلاف کریں گے اور طبع نازک پر بھی گراں گزرے گی۔ مگر سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے رضاکاروں کی فطرت ہے کہ وہ حقائق کو مصلحتاً نہیں چھپایا کرتے۔ کل کی بات ہے قوم بھولی نہیں ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے دور میں علماء، صحافیوں، عوام اور ہر مکتب فکر کے افراد کے ساتھ جو سلوک ہوا۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔

کل تک پوری قوم جس کی قیادت ہمارے علماء کرام و سیاستدان کر رہے تھے۔ مسٹر بھٹو کے خلاف تحریک چلائی۔ جس کے نتیجے میں اقتدار منتقل ہو کر موجودہ فوجی سربراہ کے ہاتھ لگا۔ آج تمام جماعتیں جن کا خیال تھا کہ ہم مسٹر بھٹو کے بعد ایوانِ اقتدار میں پہنچ جائیں گے۔ وہ گذشتہ پانچ سالوں سے کھڑے لائن لگے ہوئے ہیں۔ آخر اقتدار کی ہوس اور دیگر عوامل و خواہشات کی تکمیل کے لئے موجودہ فوجی حکومت کے خلاف تحریک چلانے کے لئے ایم آر ڈی تشکیل دی گئی۔ جس میں پی پی سمیت دوسری جماعتیں شریک ہوئیں۔ کالعدم جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا درخواستی اور ناظم مولانا عبیداللہ انور صاحب نے اصولی مخالفت کی۔ جس کو انتہا پسند طبقے نے سخت ناپسند کیا جس سے جمعیت میں کشیدگی بڑھ گئی۔ جمعیت کے اندرونی معاملات جمعیت کے بزرگ رضاکار بہتر سمجھتے ہیں۔ جہاں تک ایم آر ڈی میں شمولیت کا

تعلق ہے۔ مولانا درخواستی اور مولانا عبیداللہ انور صاحب کا موقف ایک حد تک بہت وزنی ہے کہ جن لوگوں نے ماضی میں اپنے اقتدار کے دوران ملک کے ہر طبقے کے ساتھ مظالم کی ناقابلِ بیان انتہا کی تھی۔ جو لوگ اسلام کا حلیہ بگاڑ کر سوشلزم کا نعرہ لگاتے ہیں جن کا ماضی داغدار ہے ان کے ساتھ تعاون کسی قیمت پر نہیں ہو سکتا۔

حالانکہ مولانا عبیداللہ انور صاحب نے مشروط طور پر شمولیت بہ نیم رضامندی ظاہر کر دی ہے۔ جس میں ماضی میں کئے گئے مظالم پر قوم سے عام معافی مانگنا، اسلام کے شورائی نظام کی بحالی اور دیگر امور شامل ہیں۔ جس پر پی پی کی راہنما بیگم نصرت بھٹو نے کوئی جواب نہیں دیا۔

ہم صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کے متعلق اتنا ضرور کہیں گے کہ اگر اسلام حقیقی معنوں میں نافذ العمل نہیں ہے تو کم ازکم ذاتی طور پر نیک اور نمازی ضرور ہیں۔ اور کم ازکم اسلام کی بات تو ضرور کرتے ہیں۔ وہ الگ بات ہے کہ اسلام کو اقساط میں بھی نافذ نہیں کیا جا رہا۔ یا پھر نوکر شاہی عملدر آمد کے معاملے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

ہم ایک بات یہاں پر عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہماری قوم اور سیاستدانوں لیڈروں کا مزاج بن گیا ہے کہ ملک میں کچھ نہ کچھ کرنے کو ملتا رہے۔ جلسے جلوس ہوتے رہیں۔ بیان بازی چلتی رہے۔ اب گذشتہ پانچ سالوں میں یہ کچھ نصیب نہیں ہوا۔ مگر چودہ اگست کو عوام سال بھر کی بھڑک مٹا لیتے ہیں۔

دراصل حقیقت یہ ہے کہ اس وقت پیپلز پارٹی کے پاس نہ تو اسٹیج ہے اور نہ ہی جرأت کہ وہ سڑکوں پر نکلیں۔ جمعیت کے انتہا پسند طبقے کی معاونت اور دیگر جماعتوں کی شمولیت کے باوجود ابھی تک کسی قسم کی ایجی ٹیشن کی جسارت نہیں ہو سکی۔ بہرحال اگر مکمل جمعیت حضرت درخواستی سمیت ایم آر ڈی میں شامل ہو جائے تو پھر بات بن جاتی۔ مگر میں اپنے علماء کرام کے طبقے سے گزارش کروں گا کہ حضرت یہ بات قطعاً نہیں بھولنی چاہیئے کہ بیگم نصرت بھٹو منتقم مزاج عورت ہے۔ اس کے سامنے مسٹر بھٹو کا لاشہ ہے۔ اور وہ اس کی تمام تر ذمہ داری قومی اتحاد کی تحریک کے سر ڈالتی ہے۔

حالانکہ یہ ہماری مقدس ارفع و اعلیٰ عدالت جس کا احترام عظمت و پاسبانی ہم سب پاکستانیوں پر واجب و فرض ہے اس کا فیصلہ تھا۔ جس کو دنیا کی کوئی طاقت چیلنج نہیں کر سکتی۔ اس میں نہ جنرل ضیاء الحق ملوث ہیں۔ اور نہ ہی قومی اتحاد کے راہنما۔

مگر ان تمام باتوں کے باوجود اگر ہمارے ہی علماء کرام کے تعاون سے خدا نہ کرے، خدا نہ کرے اگر پیپلز پارٹی برسر اقتدار آ گئی تو علماء کرام کو یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ یہ بیگم صاحبہ ماضی سے بھی زیادہ خوفناک "پاکستان کے امام خمینی" کا کردار ادا کرے گی۔

خدارا ایسے حالات پیدا نہ کیجئے۔ اس وقت ملک و قوم کے لئے سخت خطرہ ہے۔ اپنے اندر اتحاد پیدا کیجئے۔ ملک کی سلامتی بقاء اسلام کی سربلندی کے لئے لائحہ عمل مرتب کیجئے۔ میں نے ملتان میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب جانشین و صاحبزادہ مفتی محمود صاحب مرحوم مغفور سے ملاقات کر کے یہی عرض کیا تھا کہ حضرت ماضی کے اوراق پلٹیے گا۔

علماء دیوبند کی خدمات قربانیوں کا جائزہ لیں۔ برصغیر پاک و ہند کی تاریخ گواہ ہے کہ ملک و قوم کی ہر تحریک میں علماء دیوبند ہی کو اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے جیل ریل اور پھانسی کے تختۂ دار پر جھولنے والے مجاہدین کی ایک لمبی کھیپ کا نذرانہ دیا۔ اور کسی طبقے کا یہ اعزاز نہیں ہے۔ دشمن کا وار چل چکا ہے۔ گھر کا شیرازہ بکھر رہا ہے۔ ابھی وقت نہیں گذرا۔ خدارا سنبھل جائیں۔ یہ التماس میری علماء کرام کے ساتھ ساتھ جیالے کارکنوں سے بھی ہے۔ اپنوں اور غیروں کی پہچان کیجئے۔ آج دیوبندیوں کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے۔ مختلف طبقوں میں مختلف تنظیموں کے نام سے ادارے ملک بھر میں کام کر رہے ہیں۔ ان کو متحد کیجئے۔ "متحدہ اسلامی محاذ" تشکیل دیجئے۔

ایک بار پھر اس گروہ کی یاد تازہ کر دیں۔ جن کا ذکر میں پیچھے کر چکا ہوں۔ وہ بزرگ تسبیح کے دانوں کی طرح ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے۔ آپ بھی صاف

نیت اور سچے خلوص کے ساتھ ایک ہو جائیں۔ اور پھر دیکھیں جس طرح میری گنہگار آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ حکومت وقت اور ملک بھر کے سیاستدان قوت دیوبند کے آگے جھک جائیں گے۔ کسی اقتدار، کسی اسمبلی کی ضرورت نہیں ہے۔ مسجد کے حجروں اور منبر رسولؐ پر بیٹھ کر ہی ہر بات شریعت کے عین مطابق حکمرانوں سے منواؤ بلکہ حکمران مجبور ہوں کہ اسلامی نظام کے لئے قیمتی مشورہ جات عطا کئے جائیں۔

خدا کرے کہ مجھ ناچیز کی یہ محنت یہ تجاویز کچھ ثمر لائیں۔ اور میرے بزرگ علماء کرام اس نقطہ پر سوچیں۔ اور درج بالا اکابرین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مدبرانہ فیصلہ کریں۔

؏ شاید کہ ترے دل میں اتر جائے میری بات"

کافی عرصہ سے میری دلی تمنا تھی کہ کالعدم جمعیت علماء اسلام پاکستان کے امیر مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی سے انٹرویو کے لئے حاضر ہوں چنانچہ کئی بار رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی مگر ان کی پیرانہ سالی اور پھر جماعتی مصروفیات، اہتمام مدرسہ کے جملہ امور کی نگرانی، درس حدیث و تفسیر کی تعلیمی مشغولیت، متعلقین کی روحانی تربیت، ملک بھر میں تبلیغی دورے وغیرہ اہم امور میں مصروفیت کے باعث اپنی کوشش میں ناکام ہوتا رہا۔ بالآخر تین ستمبر ۸۲ء جمعۃ المبارک کو معلوم ہوا کہ مولانا درخواستی صاحب آج صبح بذریعہ کراچی ایکسپریس لاہور سے خان پور پہنچ رہے ہیں۔ تو میں نے پھر ملاقات کی کوشش کی تو چند شرائط کے ساتھ ملاقات کی اجازت دے دی گئی۔ ان شرائط میں سے اہم شرطیں دو تھیں۔

۱۔ فوٹو نہیں اتارا جائے گا۔

۲۔ جو کچھ کہوں من وعن پریس میں دینا ہوگا اپنی طرف سے کچھ ملانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

میں نے نماز جمعۃ المبارک مخزن العلوم کی جامع مسجد میں ادا کی مولانا نے خطبہ سے قبل مفصل خطاب فرمایا جس میں تقریباً میرے اکثر سوالات کے جوابات آ چکے تھے۔ چونکہ میں نے وقت لے رکھا تھا اس لئے پھر بھی ملاقات کو ضروری سمجھا اسی غرض سے میں نماز کے بعد آپ کے حجرہ کی طرف چل پڑا۔ وہاں پہنچ کر دیکھا کہ حجرہ متعلقین سے کھچا کھچ بھرا ہوا ہے اور باہر بھی لوگوں کا ہجوم ملاقات اور شرف زیارت کے لئے بے چین کھڑا ہے بڑی مشکل سے صرف مصافحہ کر سکا۔

میں اکثر سوچتا تھا کہ آخر کیا وجہ ہے اور مولانا درخواستی صاحب میں کیا خصوصیت اور کمال ہے کہ قریب قریب ربع صدی سے سالہا سال سے علماء کرام ان کو علماء کی عظیم جماعت جمعیت علماء اسلام کا امیر منتخب کرتے چلے آ رہے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مولانا کے چہرہ پر نظر کرنے اور چند ساعات ان کی خدمت میں رہنے سے میرا یہ عقدہ حل ہو گیا کہ واقعی یہ ایسی عظیم شخصیت ہے جو ایک طرف تو جید عالمِ دین شیخ التفسیر حافظ الحدیث اور روحانی پیشوا ہیں کہ ہزارہا علماء و مشائخ آپ کے تلامذہ کی صف میں نظر آتے ہیں اور دوسری طرف صاحبِ بصیرت درویش صفت عظیم سیاسی جماعت کے قائد و امیر بھی ہیں واقعی ایسی جامع صفات شخصیت سے بڑھ کر اس منصب کے لئے کوئی اور موزوں نہیں ہو سکتا۔

بہرکیف اس ہجوم میں تفصیلی ملاقات کا کوئی امکان نہ رہا تو سلسلہ ملاقات دوسرے دن پر جا پڑا تو پھر دوسرے دن حاضر ہو کر کچھ وقت ان کی خدمت میں گزارا اور کالعدم جمعیت علماء اسلام کے موجودہ انتشار اور بحران کے بارے میں سوالات کرتا رہا اور آپ نہایت شفقت سے اپنے درویشانہ انداز میں جواب دیتے گئے۔ جن کو انٹرویو کی شکل میں قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے!

س:۔ حضرت آپ کو پہلی دفعہ جمعیت کا امیر کس طرح منتخب کیا گیا؟

ج:۔ مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے جب یہ عہدہ خالی ہوا تو علماء کرام اراکین جمعیت نے میری عدم موجودگی میں (جبکہ میں سفر حجاز پر تھا) بالاتفاق یہ بوجھ میرے ناتواں کندھوں پر ڈال دیا اور مجھے اس کی اطلاع دے دی گئی اور سخت اصرار کے ساتھ مجھے پابند کر دیا گیا کہ مملکت و ملت کا مفاد اس میں ہے کہ کوئی معذرت نہ کروں۔

س:۔ آپ مسلسل جمعیت علماء اسلام

کے امیر بننے چلے آ رہے ہیں کیا آپ کے مقابلہ میں کبھی کسی دوسرے امیدوار کا نام بھی پیش کیا گیا؟

ج :- صرف ایک دفعہ چند ساتھیوں نے مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام امارت کے لئے پیش کیا تھا۔ جبکہ اس اجلاس میں میں نے خود معذرت کی تھی کہ میں اکثر بیمار رہتا ہوں زندگی میں بہت کام کیا ہے اب مجھے اس ذمہ داری سے آزاد کر دیا جائے! لیکن مولانا مفتی محمود صاحب مرحوم نے خود اور ہاؤس کے ننانوے پرسنٹ ارکان نے میری اس تجویز کو مسترد کر کے یہ بوجھ پھر میرے سر پہ رکھ دیا۔

س :- دوسری جماعتوں کی طرح آپ کی جماعت بھی اختلاف کا شکار ہے اس اختلاف کی بنیادی وجہ کیا ہے؟

ج :- پیپلز پارٹی کے اشارہ سے بنائی گئی ایم. آر. ڈی میں شمولیت کا مسئلہ اختلاف کی بنیادی کڑی ہے۔ ہماری جماعت میں کچھ عرصہ سے ایک عنصر ایسا بھی چلا آ رہا تھا جو خواہاں تھا کہ جمعیت علماء اسلام بھی عام سیاسی جماعتوں کی طرح محض اور محض سیاسی جماعت بن کر رہ جائے اور اس کی قیادت بھی عام سیاستدانوں جیسے افراد کے پاس ہو۔ جس کے لئے کسی جید عالم دین کا ہونا کوئی ضروری نہیں۔ دوسری سیاسی پارٹیوں کے اندازِ فکر سے متاثر ان حضرات نے ایم آر ڈی سے اپنا رشتہ جوڑ لیا جو جماعت کے لئے قطعاً قابلِ قبول نہیں تھا اور وہ حضرات اس کے بغیر جماعت میں رہنا ہی پسند نہیں کرتے تھے بالآخر ان حضرات نے اس کی وفاداری میں جماعت کو خیرباد کہہ دیا اب ہماری جماعت میں کوئی اختلاف باقی نہیں رہا۔

س :- آپ ایم آر ڈی میں کیوں نہیں شامل ہو سکتے۔ عدم شمولیت پر کیوں مُصر ہیں؟

ج :- ہماری جماعت کا مزاج عام سیاسی پارٹیوں سے مختلف ہے۔ ہمارا بنیادی مقصد قرآن و حدیث، خلافتِ راشدہ اور فلسفہ ولی اللّٰہی کی روشنی میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرح سیاست اسلامیہ کا نمونہ عوام کے سامنے رکھنا اور اسی نہج پر چل کر ملک میں مکمل نظام اسلام کے نفاذ کے لئے جدوجہد کرنا ہے! بے معنی اکھاڑ پچھاڑ اور تخریب کاری کی سیاست ہمارے مقاصد سے دور ہے۔ اور سیاست اسلامیہ کا اصول ہے کہ بامرِ مجبوری کافر سے تو معاہدہ ہو سکتا ہے لیکن ظالم سے ہرگز نہیں. اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا کہ ظالموں کی طرف میلان اور جھکاؤ بھی مت کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد ہے مَنْ مَشٰى مَعَ ظَالِمٍ لِيُعِيْنَهٗ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ عَنِ الْاِسْلَامِ کہ جو ظالم کو ظالم جان کر اس کے ساتھ تعاون کے لئے چلتا ہے قریب ہے کہ وہ اسلام سے خارج ہو جائے. تو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور فلسفہ ولی اللّٰہی کی رُو سے ہم کسی ظالم قوم سے کوئی معاہدہ نہیں کر سکتے۔ اور اس پارٹی کے دورِ اقتدار کے مظالم کوئی ذی شعور انسان فراموش نہیں کر سکتا۔ سینکڑوں مسلمانوں کا ناحق قتلِ عام کیا گیا۔ ملک کا شہر شہر قصبہ قصبہ اور شہروں و قصبوں کی گلی گلی کوچہ کوچہ شاہد ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے لزوال الدنیا ومافیہا اھون عند اللہ من اھراق دم امرءٍ مسلم کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان کے خونِ ناحق کا قطرہ دنیا ومافیہا سے زیادہ بھاری ہے اور انہوں نے تو مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی ہے ان کے مظالم سے اللہ کے گھر (مساجد) بھی محفوظ نہیں رہ سکے، مساجد کی بے حرمتی کی گئی، مساجد میں گولیاں چلائی گئیں، خون بہائے گئے۔ ان کے مظالم سے اللہ کی کتاب قرآن مجید بھی محفوظ نہیں رہ سکی۔ احمد پور شرقیہ کی جامع مسجد میں نمازیوں نے قرآن پاک کے نسخے اپنے سروں پر رکھ لئے تاکہ کتاب اللہ سے حیاء کریں لیکن ان ظالموں نے قرآن مجید کی بے حرمتی کی اور اسی حالت میں ان پر گولیاں چلا دیں ان کے خون سے قرآن مجید کے نسخے بھی لت پت ہو گئے مسجد کا فرش اور دیواریں رنگین ہو گئیں۔ ان ظالموں نے تو اللہ سے بھی کھلی بغاوت کے نعرے لگائے

جب ہمارے مدرسہ مخزن العلوم میں گولی چلائی گئی تو برملا کہتے تھے۔ بلاؤ اپنے خدا کو کہاں ہے تمہارا خدا۔ جس پارٹی کے مظالم سے انسانیت کا کوئی طبقہ علماء، مشائخ، طلباء، وکلاء، مزدور، کسان، تاجر، سیاسی لیڈر کوئی بھی محفوظ نہ رہا ہو ایسے ظالموں کے ساتھ اتحاد ہماری جماعت کے نظریۂ سیاست اسلامیہ کے خلاف ہے۔ اور اسی طرح بدعہد قوم سے دوبارہ معاہدہ کرنے کی ہمارے نظریہ میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس پارٹی کے دورِ اقتدار کے آغاز میں جبکہ اس کے مظالم منظرِ عام پر نہیں آئے تھے ہم نے اس پارٹی کے ساتھ نیک نیتی سے معاہدہ کیا تھا۔ اور اس معاہدہ کو انہوں نے بدعہدی کرتے ہوئے صرف توڑا ہی نہیں تھا بلکہ ہماری جماعت کے وجود کو ختم کرنے کی پوری سازش تیار کر لی گئی تھی اس لئے ہم اپنے نظریہ کو نظرانداز کر کے ایم آر ڈی میں شامل ہو کر اس پارٹی کو دوبارہ اقتدار پر لانے کے لئے میدان فتح کر کے دہریت کے سیلاب کو اپنے ہاتھوں ملک میں لانے کے جرمِ عظیم کا ارتکاب ہرگز ہرگز نہیں کر سکتے۔

س :- اس وقت جمعیت کے دستور کے مطابق آپ کے گروپ کی حیثیت کیا ہے؟

ج :- گروپ بندی کا عنوان دینا درست نہیں کیونکہ جو لوگ جماعت کے بنیادی مقاصد سے بھی منحرف ہو گئے ہیں ان کا اب جماعت سے اصولی طور پر کوئی تعلق نہیں رہا۔ اس لئے میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ ہماری جماعت میں اب کوئی اختلاف اور گروپ بندی نہیں ہے یہ صرف آپ صاحبان (صحافیوں) کی مہربانی ہے!

ہمارے دستور میں کوئی ایسی شق اور دفعہ موجود نہیں کہ جماعت کے سات آٹھ ارکان کہیں بیٹھ کر جماعت کے شیرازہ کو جیسے چاہیں بکھیرتے رہیں اور اپنی من مانی کرتے پھریں بلکہ ہمارے دستور میں واضح اصول موجود ہیں۔ جن کی بنیاد پر آج بھی ہماری جماعت کا نظام بحمد اللہ قائم ہے۔ اس وقت بھی مجلسِ شوریٰ اور مجلس عمومی کی اکثریت ہمارے ساتھ ہے ابھی ہم نے مجلسِ شوریٰ کا اجلاس طلب کیا تھا جس میں ۳۳، ارکان شوریٰ کی واضح تائید ہمارے ساتھ تھی اور انشاء اللہ جلد ہی ہم مجلس عمومی کا اجلاس طلب کر کے واضح کر دیں گے کہ مجلسِ عمومی کی اکثریت بھی ہمارے ساتھ ہے۔ مزید دستوری وضاحت اس ماہ کے ترجمان اسلام کے پرچوں میں شائع ہو چکی ہے۔

س :- دوسرا گروپ کہتا ہے. کہ مجلس شوریٰ میں ہماری اکثریت ہے یہ کہاں تک صحیح ہے۔

ج :- اس کا جواب میں نے پہلے دے دیا ہے۔ اگر مجلس عمومی میں ان کی اکثریت تھی تو اصول کے مطابق ارکان کی فہرست بھیجنے سے کیوں ڈر گئے۔

س : اس وقت جماعت کی پالیسی امور موقف کیا ہے؟

ج :- ہماری جماعت کا موقف واضح ہے۔ دائیں بائیں کی اصطلاح کے ہم قائل نہیں۔ ہمارا نصب العین صراط مستقیم پر چلنا ہے ہر غلط نظریہ اور ہر برائی اور ہر ظلم کا مقابلہ کرنا خواہ وہ حکومتِ وقت کی طرف سے ہو یا کسی اور بے دین طبقہ سے۔ حکومت سے اشتراک اور تعاون بھی نہیں ہو سکتا اور بے دین نظریات کے حامل افراد یا پارٹی کی حمایت بھی نہیں ہو سکتی۔

س :- موجودہ حکومت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج :- اس دورِ حکومت میں اسلام کو بدنام کرنے کی جتنی کوشش کی گئی ہے سابقہ حکومتوں میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ ہم اس کے نظام اسلام کے قسط وار نفاذ کے اعلان کو ایک فریب اور دھوکہ سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتے مسلسل مارشل لاء کا کوئی جواز نہیں ہے. فحاشی عریانی، مہنگائی، قتل و غارت میں روز بروز اضافہ حکومت کی ناکامی کا واضح ثبوت ہے.

س :- جماعت کو چھوڑ کر چلے جانے والے حضرات کے متعلق آپ کا کیا مؤقف ہے؟

ج :- جب بھی اپنے کئے پر نادم ہو کر جماعتی نظریہ کی پابندی کا عہد کرتے ہوئے واپس آنا چاہیں تو جماعت کے دروازے ہر وقت ان کے لئے

(باقی ۲۴ پر)

بریلوی اکابر و احباب اور محکمہ اوقاف کیلئے لمحۂ فکریہ!

بہتر ج. پرنٹنگ پریس ایبک روڈ لاہور سے شائع شدہ ایک فل سائز اشتہار آج کل لاہور کی دیواروں پر بکثرت نظر آ رہا ہے جسے "غلامانِ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ رنگ محل لاہور (فون پ پ پ ۲ ۳ ۴ ۴ ۵) نے شائع کیا ہے۔ اس پر بریلوی مکتب فکر کی دو درسگاہوں جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور اور حزب الاحناف لاہور کے دو علماء، جناب محمد رشید نقشبندی جناب ابوالریان محمد رمضان کے علاوہ "حکیم اہلسنت" جناب حکیم محمد موسٰے امرتسری اور "خطیب اہلسنت" علامہ الٰہی بخش قادری ضیائی (جو تقریباً ہر جمعرات کو دربار پر تقریر کرتے ہیں) کی تصدیقات موجود ہیں:

ہم اپنی معروضات پیش کرنے سے قبل اس اشتہار کا مکمل متن پیش کر رہے ہیں ـــــ وھوھذا ـــــ

کیا حضرت داتا گنج بخش ہجویریؒ نے کیا تھا؟ یا کہا تھا؟ کہ

۱۔ عرس کے موقعہ پر ڈھول باجے گانا ناچ کیا جائے؟

۲۔ نماز ادا نہ کی جائے لیکن قوالی ضرور سنی جائے؟

۳۔ سرکس، موت کا کنواں اور تھیٹر لگائے جائیں اور دیکھے جائیں؟

۴۔ خواتین اور نوجوان لڑکیوں کا مردوں کے ہجوم میں آنا اور مردوں کا ان سے چھیڑ چھاڑ کرنا (کیا یہ تعلیماتِ داتا صاحب کے خلاف نہیں؟)

۵۔ لاکھوں روپوں کی چادریں تو چڑھائی جائیں لیکن محلے کے یتیموں، مسکینوں، بیوہ عورتوں کی خبر تک نہ لی جائے۔

۶۔ رقص کرنے، ڈھول ڈھمکا اور دھمال ڈالتے ہوئے مزار شریف کی چادر لانا؟

۷۔ مصنوعی داڑھیاں لگا کر سنتِ رسول صلی اللہ تعالٰے علیہ واصحابہ وسلم کا مذاق اڑانا۔

۸۔ مزار شریف کے اردگرد بھنگ، چرس، بوٹی پینے والے ملنگوں تلنگوں کے اڈے لگانا، دکانوں پر جانوروں کے بت بنا کر رکھنا اور بیچنے کو ثواب سمجھنا۔

۹۔ رشوت، بلیک، سود سے حرام کمانا اور پھر اس ناپاک کمائی سے داتا کی نیاز دلا کر اپنی نجات اور بخشش کی امید رکھنا؟

۱۰۔ بے عمل اور بدعمل واعظین اور مقررین کا کاروباری تقریریں کرنا؟ اور جاہل نام نہاد جھوٹے صوفیوں کا پیری مریدی کی دکانیں لگانا اور ان کو چمکانے کے لئے دجل و فریب سے کام لینا۔

تلك عشرة كاملة

(یہ پوری دس باتیں ہیں)

الجواب: حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ نے ہرگز ہرگز نہ ایسا کیا اور نہ کہا؟

لہٰذا اس طرح کی بے ہودہ اور خلاف شرع حرکات کرنے والے داتا کے غلام ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔

کیونکہ یہ سب باتیں حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کی تعلیمات کے خلاف ہیں اور افسوس ہے

کہ یہ سب خلاف شرع اور خلاف اسلام حرکات محکمہ اوقاف کی زیرنگرانی ہو رہی ہیں ـــــ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(اے دانشورو! غور و فکر کرو)

اس اشتہار کے مندرجات کی روشنی میں ہم دو باتوں کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں۔

ایک تو یہ کہ بریلوی مکتب فکر کے علماء و مفتیان کرام اور دوسرے ذمہ دار حضرات اس صورت حال کو شاید شدت سے محسوس کر رہے ہیں جس کا مظاہرہ ملک بھر کے مزارات بالخصوص حضرت السید علی ہجویری قدس سرہ کے مزار پر آئے دن اور بالخصوص "عرس" کے موقعہ پر ہو رہا ہے (ہم خدام اہلسنت و جماعت اس حقیقت کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ عرس جیسی چیزوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں) لیکن وہ حضرات جنہوں نے اس قسم کی چیزوں کو زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا ہے وہ بھی شاید یہ سوچنے لگے ہیں کہ یہ طوفان بلاخیز جو شکل اختیار کرتا جا رہا ہے اس کا روکنا کسی کے بس میں نہیں ہوگا۔

ہم تو بہرحال اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ زندگی کے کسی بھی دور میں اس قسم کے ہنگاموں میں شرکت کا شوق پیدا نہیں ہوا، چہ جائیکہ اب جب کہ منطقی انجام کا وقت قریب تر ہے، اس قسم کا شوق پیدا ہو؟ لیکن اپنی منصبی ذمہ داریوں اور عین ایام عرس میں دو ایک مخلص و مہربان بزرگوں کی علالت کے پیش نظر ان کی بیمارپرسی کے لئے آنے جانے کا جو موقعہ ملا تو حضرت المخدوم ہجویری قدس سرہٗ کی قبر و مزار کے اردگرد بدتمیزی اور بدبختی کے وہ مناظر سامنے آئے کہ توبہ بھلی!

معلوم ایسا ہوتا تھا کہ لاہور اور قرب و جوار کے قریبی اضلاع کے ڈھولک والے لاہور آ گئے ہیں اور ان کا مستقر و مسکن بھاٹی دروازہ بن گیا ہے ـــــ ہم نے وہاں ان نامراد لوگوں کو دیکھا جو مصنوعی داڑھیاں بیچتے پھرتے تھے جو چادریں اٹھائے دھمال مارتے اور ناچ کرتے مزار کی طرف جا رہے تھے ـــــ موت کا کنوآں، سرکس اور نہ معلوم وہاں کیا کیا نظر آیا؟

سوال یہ ہے کہ "عرس" کے لئے وجہ جواز کیا ہے؟ اس میں اردگرد سے آنے والے لاتعداد مردوں اور عورتوں میں سے کتنے ہیں جو نماز کے پابند ہیں، جنہیں شعائر دینی اور فرائض اسلامی کا پتہ ہے؟ خود ان دنوں میں ان میں سے کتنے لوگوں نے نماز پڑھی؟

یہ علمائے کرام جن کی تصدیقات اس اشتہار پر ہیں۔ انہوں نے اور ان کے حلقہ کے دوسرے علماء نے ان منکرات و مناھی کو روکنے کے لئے کیا جد و جہد کی؟

کیا یہ واقعہ نہیں کہ یہ علماء اور ان کے رفقاء اپنی مساجد میں خطبات جمعہ اور دروس قرآن کے دوران محض اپنے سے اختلاف رکھنے والے طبقات بالخصوص حضرات علماء اہلسنت و جماعت حنفی دیوبندی کے خلاف ہنگامہ ہا ہا و ہو پر ہی اکتفا کرتے ہیں؟ انہوں نے توحید خداوندی عظمت و محبت رسالت مقام صحابہ کرام اور اتباع سلف کی حقیقی روح پھونکنے کے لئے کردار ادا کیا؟

میلاد النبیؐ کا جلوس ہو، آخری چہارشنبہ کی عجیب و غریب (؟) رسم ہو، بڑی گیارہویں (؟) کا جلوس ہو یا بزرگان کرام کے عرس ہوں یہی علماء جو اشتہار پر تصدیق کرتے ہیں سب سے آگے آگے نظر آتے ہیں، انہیں کبھی احساس نہیں ہوا کہ اس صورتِ حال کا انجام کیا ہوگا؟

اب تو جرائم پیشہ لوگوں کی چاندی ہو گئی ہے اور ان ایام و مقامات پر ہر وہ حرکت کرتے ہیں جس کا اسلام، انسانیت، شرافت اور تہذیب سے ذرہ برابر تعلق نہیں۔

اس اشتہار میں جو سوالات اٹھائے گئے ہیں وہ واقعی اہم ہیں

اور ہم جیسے گنہگاروں پر ایک عرصہ سے توہین اولیاء کی تہمت لگانے والے ——— چلو لفظاً سہی ——— اس رخ پر آئے تو ہیں ——— اب اُن کا فرض ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور اس بات سے مت گھبرائیں کہ دنیا کیا کہے گی ؟ یقین ہے کہ جاہل عوام کی اکثریت اب آپ کا تعاقب کرے گی اور آپ کو مشکلات پیش آئیں گی لیکن اللہ تعالےٰ کی بارگاہ سے جو اجر آپ کو ملے گا اس کا آپ کو اندازہ نہیں ؟ ——— (خدا ہمت و توفیق دے)

دوسری بات محکمہ اوقات سے کہنے والی ہے جو ایوب خاں مرحوم کے دَور میں معرض وجود میں آیا۔ ملک بھر کی وہ مساجد جن کے ساتھ کسی بھی درجہ میں آمدنی کے ذرائع تھے وہ اس محکمہ نے قابو کر لیں اور آمدنی کا بڑا حصہ دفتری عمارات بنانے اور دفتری عملہ کی تنخواہوں میں خرچ ہونے لگا جبکہ خطیب اور دوسرا عملہ اسی طرح احتیاج کا شکار رہا جس کا شکار وہ پہلے تھا۔ مساجد اور متعلقہ ضروریات کا مسئلہ روایتی دفتری چکروں کی نذر ہو گیا ——— خطباء وغیرہ کے تبادلے، فرقہ وارانہ جھگڑے (جن میں ایک مخصوص فرقہ کے لیڈروں کی کوششوں کے ساتھ ساتھ کئی مقامات پر عملہ کے لوگ بھی ملوّث ہیں) اور اس قسم کی چیزوں نے حالت اور ناگفتہ بہ کر دی۔ ——— رہ گئے مزارات تو ان میں سے جن مزارات کے والی وارث لمبے ہاتھوں والے تھے وہ بچ گئے، باقی لپیٹ میں آ گئے ——— مسلم حکومت ہونے کے ناطہ سے پاکستانی حکومتوں کا فرض تھا کہ وہ نظریۂ پاکستان کی روشنی میں مزارات پر ہونے والے منکرات کو روکتیں لیکن دُکھ یہ ہے کہ ہر آنے والی حکومت نے پہلی سے بڑھ کر ان قباحتوں کی سرپرستی کی۔ جس کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے ——— مزارات پہ جس وقت دیکھو، کوئی وزیر، کوئی سیکرٹری کوئی میئر، کوئی چھوٹا، کوئی بڑا چادریں چڑھاتے، دودھ کی سبیلوں کا افتتاح کرتے، قوالیاں سنتے نظر آئے گا ؟

اگر یہی دین ہے تو نوجوان نسل کو حق ہے کہ وہ یہ کہے کہ اس دین کو ہمارا سلام —!

اس لئے محکمہ اوقاف بطور خاص اس طرف متوجہ ہو اور اپنی دینی واخلاقی ذمہ داریاں محسوس کرے — ورنہ کفر و شرک اور فسق و بدعت کے یہ مظاہرے خدا کے عذاب کا ذریعہ بن کر ہمارے وجود صفحۂ ہستی سے مٹا دیں گے۔

اللہ تعالےٰ ہمارے حال پر رحم فرما کر اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق دے۔

بقیہ : استغاثہ

ہے اور کیا یہ اقدام مسلک فروشی کو تقویت پہنچانے کے مترادف نہیں ؟

کیا مفتی نعیمی صاحب ایسے بزرگ ان دینی مدارس کو اپنی ذاتی جاگیر سمجھتے ہیں ؟ یا وہ قوم کو اتنا بیوقوف سمجھتے ہیں کہ ان کی ان کارروائیوں کا اسے کچھ علم نہیں۔

اور اگر علمائے دیوبند سے ہمارے یہ اختلافات فروعی ہیں تو پھر اتنے طویل عرصے سے یہ کھیل کیوں کھیلا جا رہا ہے۔ کس قدر افسوسناک امر ہے کہ تقویۃ الایمان کی رد میں سب سے مضبوط علمی کتاب اطیب البیان کے مصنف اور جانشین کا شاگرد صاحب تقویۃ الایمان اور اس کے مُرشد کا قصیدہ پڑھ رہا ہے نہ اس کی سُنّیت مجروح ہوتی ہے اور نہ صدر الافاضل سے تعلق ٹوٹتا ہے۔

؎ مذرائے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

مذہب اور عقیدت کا دارومدار شخصیات پر نہیں ہُوا کرتا۔ سوادِ اعظم سے ہماری اپیل ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو اچھی طرح پہچان لیں اور ان سے ہوشیار رہیں۔ اس کے ساتھ ہم ملک کے جلیل القدر سُنّی زعماء سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ اس موقع پر اپنے شرعی اور دینی فرض کا احساس کرتے ہوئے بلا خوف لومۃ لائم حق کی آواز بلند کریں۔ ایسے حالات میں ان کی خاموشی سے دنیائے سُنّیت میں اضطراب بڑھ رہا ہے۔ ہمارا دیانتدارانہ تجزیہ ہے کہ اگر بروقت اس مسئلے کا نوٹس نہ لیا گیا، تو محاسبہ کرنے والے ہاتھ کسی کو معاف نہیں کریں گے۔

مُلک کے مشائخ، عُلماء، زعماء

——— اور ———

سُنّی عوام کے لئے لمحہ فکریہ

گوارا ہے اسے نظارۂ غیر ـــ نگہ کی نامُسلمانی سے فریاد

قائدِ اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی، مجاہدِ اسلام مولانا عبد الستار خاں نیازی، غزالیِ زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی، شیخ الحدیث مفتی تقدس علی خان، مولانا ابوداؤد محمد صادق، امام المعقولات مولانا عطا محمد بندیالوی، شیخ الحدیث علامہ ابو الصالح فیض احمد اویسی، شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی، فقیہہ اعظم مولانا نور اللہ بصیر پوری، شیخ الحدیث مولانا غلام رسول، مفتی عبد القیوم ہزاروی، مولانا محمد شفیع اوکاڑوی اور صاحبزادہ فضل رسول

کی عدالت میں سوادِ اعظم کا

استغاثہ

مرکزی مجلسِ رضا ——— لاہور ۶

جناب احمد رضا خان صاحب (م ۱۹۲۱ء) کے نام پر کچھ عرصہ سے ملک میں جو افتراق پھیلائی جارہی ہے اور مساجد پر غاصبانہ قبضہ سے لے کر تکفیر مسلم کا بازار گرم ہے، اس کی ذمہ داری ایک مخصوص طبقہ پر عائد ہوتی ہے جو اس بھری پُری دُنیا میں اپنے سوا شاید کسی کو مسلمان نہیں سمجھتا۔ اس طبقہ کے سردار اعلیٰ جناب خان صاحب بریلوی کے نقشِ قدم پر چلنے والے اس مخصوص طبقہ وعنصر کی ذہنیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ حضرات جو عرفِ عام میں انہی کے شمار ہوتے ہیں، ان کے خلاف بھی اب پمفلٹ بازی شروع ہو گئی ہے۔ اہلسنت والجماعت حنفی دیوبندی اور سلفی حضرات سے لے کر لیگ وکانگریس، احرار وجمعیت، خلافت ومومن کانفرنس، کے ایک ایک قائد کو کافر کہنے والے (بشمول جناب اقبال وجناح) آئندہ کیا عزائم رکھتے ہیں ؟ اس کا اندازہ آپ کو اس پمفلٹ سے ہوگا۔ جسے ہم من وعن نقل کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اس پمفلٹ میں جن حضرات کے خلاف استغاثہ ہے انہیں سوچنا ہوگا کہ وہ کہیں "نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم" کا مصداق ہو کر نہ رہ جائیں۔ اس کے ساتھ ہی اربابِ حل وعقد سے سوال کرنا پڑے گا کہ وہ سوچیں کہ انہوں نے جنونیوں کے اس طبقہ کو جو کھلی چھٹی دے رکھی ہے اس کا انجام کیا ہوگا ؟ ہم اپنے ذوق ومسلک کے برعکس مجبوراً یہ پمفلٹ نقل کر رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اُمتِ مُسلمہ کو اتحاد فکر وعمل کی توفیق سے نوازے۔

(ادارہ)

یُوں تو کسی دَور میں بھی ایسے لوگوں کی کمی نہیں رہی، جو سستی شہرت حاصل کرنے کی خاطر کسی ایک نظریئے یا عقیدے پر پابند نہیں رہے بلکہ حالات کا رُخ دیکھ کر ہمیشہ گرگٹ کی طرح اپنے رنگ بدلتے رہتے ہیں، مگر اس دورِ ناہنجار میں جہاں ہوسِ مال وزر اور خواہشِ جاہ ومنصب نے معاشرتی اقدار کو بالکل تلپٹ کر کے رکھ دیا ہے ٹھیک وہاں ایک بہت بڑی بُرائی یہ جنم لینے لگی ہے کہ کچھ لوگ مذہب وعقیدے کو بھی عام سیاسی یا معاشرتی معاملات کی طرح اپنی شہرت وجاہ کے حصول کا تختۂ مشق بنانے پر تُل گئے ہیں۔ یہ امر کسی بھی باخبر آدمی سے مخفی نہیں کہ دینِ اسلام میں تفرقہ بازی، تعصّب، ہٹ دھرمی اور نفرت کی کوئی گنجائش نہیں اور اسلام نے اسے کسی قیمت پر گوارا نہیں کیا مگر اس کے باوجود اس بات سے بھی کوئی عقلمند اختلاف نہیں کر سکتا کہ دینِ اسلام ویدانت قسم کا کوئی فلسفہ نہیں ہے جس میں دُنیا بھر کے افکار، خیالات اور نئے نئے مزعومات کے لئے راہیں نکلتی آئیں۔ بہرحال اسلام کے اپنے اصول ہیں،

فروع ہیں اور ان کے بارے میں قطعاً کوئی مداہنت گوارا نہیں کی جا سکتی۔ اور یہی بات مذاہب کی زندگی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔

ہمارے اسلاف کی وسیع القلبی ہی کا کرشمہ ہے کہ انہوں نے اپنے حُسنِ اخلاق کی بدولت دُنیا کے کونے کونے میں اسلام کی آواز پہنچا دی مگر یہ بات ملحوظِ خاطر رہے کہ وہ حضرات اور باتوں میں چاہے کتنے رحمدل، رافت و رحمت کے پتلے، کشادہ ظرف اور وسیع القلب کیوں نہ ہوں دین و مذہب کے معاملات میں وہ فولاد اور پہاڑ کی طرح مضبوط رہے ہیں۔

ہمارے نزدیک دین اور اس کے معتقدات کے بارے میں غیر ضروری وسعتِ قلبی وسعتِ ظرف نہیں بلکہ مداہنت اور منافقت ہے اور ہمارے خیال میں ایمان وعقیدے کے لئے یہ موڑ انتہائی خطرناک اور سنگین ہے۔ ہمارے اسلاف کی قابلِ فخر تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ انہوں نے افراط و تفریط کو چھوڑ کر انتہائی محتاط اور مبنی بر حقیقت راہ اختیار کی۔ یہی وجہ ہے کہ بحمدللہ وہ دنیائے اسلام میں واضح اکثریت کے نمائندہ اور سوادِ اعظم کے پیش رو تسلیم کئے گئے ملی تاریخ میں جہاں کہیں انہیں گمراہ اور بدعقیدہ فرقوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة کے مطابق پہلے انہوں نے انہیں راہِ راست پر لانے کی ہر ممکن تدبیر کی۔ اگر وہ کہیں اس میں کامیاب نہ ہوئے تو پھر ولا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظالمین پر عمل کرتے ہوئے ہمیشہ کے لئے ایسے افراد اور فرقوں سے قطع تعلق کر لیا، تاریخ گواہ ہے کہ ان مراحل پر ہمارے اسلاف نے اپنی رشتہ داریاں، اُستادی شاگردی کے روابط، پیری مریدی کے تعلقات سب کچھ قربان کرنے میں قطعاً دریغ نہیں کیا۔ یہی صحابہ کرام کی سنت، اہل بیت کا طریق متوارث اور اسلاف کا طریق عمل رہا۔ وجہ ظاہر ہے کہ:

عہ رشتۂ عشق از نسب محکم تر است

خود برصغیر میں امام تحریک آزادی ہند مولانا فضل الحق خیر آبادی کا مصنف تقویۃ الایمان کے خلاف تاریخی فتویٰ، مناظرۂ دہلی وغیرہ اس کی جیتی جاگتی دلیلیں ہیں۔

برصغیر میں انحرافی اور اعتزالی تحریکوں کے قیام کا مقصد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبے کو صوفیاء کے آفاقی نظریے مقامِ محمدی سے ایک عام معمولی بشر کی سطح پر لا کھڑا کرنا قرار پایا، تو پورے برصغیر کے علماء و صوفیا چیخ اُٹھے، تقویۃ الایمان کی رد میں سینکڑوں کتابیں لکھی گئیں۔ خود حضرت شاہ امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کو فیصلہ ہفت مسئلہ لکھنی پڑی اور آپ کے مریدین و خلفاء کی ایک بڑی جماعت نے خود اپنے پیر بھائیوں کے خلاف زبان و قلم کی ساری قوتیں صرف کر دیں۔ بات واضح تھی کہ دین کا معاملہ تھا، اس میں اپنے پرائے کی تمیز ایمان میں کمزوری کا باعث بن سکتی تھی۔ یہ لوگ (مولانا فضل حق خیر آبادی، مولانا عبدالسمیع رامپوری، مولانا فضل رسول بدایونی وغیرہ) اتنے چھوٹے لوگ نہیں تھے جو آج کے نیم خواندہ مولویوں کی طرح مذہب و ملت کے مفاد کو نظر انداز کرتے ہوئے ہر وقت لڑائی کے لئے آستینیں چڑھاتے رہتے ہیں۔ یہ اپنے دَور کے اعاظم رجال تھے۔

اس دَور کے بعد امامِ اہل سنت حضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی بدعقیدہ افراد کے خلاف قلمی جہاد کرتے گزری۔ انہوں نے قلم کی حد تک نہیں بلکہ عملاً بھی گستاخانِ رسول کو کبھی منہ نہیں لگایا۔ وہ ایک نباضِ ملت کی حیثیت سے جانتے تھے کہ اگر رسول کو بڑا بھائی یا گاؤں کا چوہدری قرار دینے، رسول کے علم کو جانوروں کے علم سے تشبیہ دینے، شیطان کے علم کو رسول کے علم سے زیادہ بتانے (وغیرہ) ایسی خرافات کا بروقت تعاقب نہ کیا گیا تو ملتِ اسلامیہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قیمتی متاع سے محروم ہو جائے گی۔ جس نے اسے حوادث دہر کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمیشہ نئی تازگی بخشی ہے اور جو دراصل اس کے جدید روح کی حیثیت رکھتی ہے۔ چنانچہ اس صورتِ حال سے نمٹنے کے لئے آپ نے وہی طریقہ اختیار کیا جو شرعی طریقہ ہے۔ ان حضرات سے ایسی گستاخانہ عبارت واپس لینے کا مطالبہ کیا جب انہوں نے اپنی عبارات پر اصرار کیا تو آپ نے بعض علماء کی تکفیر کی اور ملتِ اسلامیہ کو ان سے خبردار رہنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسے لوگوں سے میل جول اور تعلقات یکسر ختم کر دئے جائیں۔

یُوں معلوم ہوتا ہے کہ ملتِ اسلامیہ خود اس نام نہاد انحرافی تحریک سے بیزار تھی چنانچہ اس نے فاضل بریلوی کی بات کو دل کی آواز سمجھا اور یوں جو لوگ فاضل بریلوی کے حلقۂ تلمذ یا حلقۂ طریقت میں شامل نہ بھی تھے وہ بھی آپ کو اپنا امام اور مرشد سمجھنے لگے۔ فاضل بریلوی سے نسبت رکھنے والے علماء اور فضلاء کی اس بارے میں کبھی دو رائیں نہیں رہیں پاکستان میں محدثِ پاکستان مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فاضل بریلوی کے مشن کو پوری کامیابی سے آگے بڑھایا۔ آپ کے تلامذہ اور مریدین اس محاذ پر ڈٹ گئے اور بحمدللہ ہمیں اس سلسلے میں کافی کامیابی ہوئی تا آنکہ محدثِ پاکستان کا وصال ہو گیا۔

دوسری طرف فاضل بریلوی کے نامور خلفاء کے مریدین منتسبین اور تلامذہ نے اپنی اپنی جگہ دین متین کی خدمت پر کمر باندھ لی۔ صدر الشریعۃ مولانا امجد علی، مبلغ اسلام شاہ عبدالعلیم صدیقی قادری، صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی، مولانا سید دیدار علی شاہ الوری ایسے بزرگ فاضل

بریلوی کے تربیت یافتہ اور اپنی اپنی جگہ پر دنیائے اسلام کی مثالی شخصیتیں تھیں، ان بزرگوں کی ساری زندگیاں اعلائے کلمۃ الحق اور بدمذہب فرقوں کے خلاف زبانی و قلمی جہاد کرتے گزری۔

ہمیں انتہائی افسوس کے ساتھ عرض کرنا پڑتا ہے، کہ بمصداق موت الکبرا کے مطابق جونہی یہ اکابرین اللہ کو پیارے ہوئے ہیں، وراثت میں ان کی مسندیں بعض ایسے حضرات کو ملی ہیں، جو ہر لحاظ سے ان کی نمائندگی کی اہلیت سے محروم ہیں۔ مگر ان میں سے بعض حضرات نے انتہائی دیدہ دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے بزرگوں کے مسلک کے علی الرغم نہ صرف یہ کہ گمراہ اور بدمذہب فرقوں سے اپنا میل جول اور ربط ضبط بے تحاشا بڑھا لیا ہے بلکہ اب ان کے جلسوں کی خیر سے صدارتیں بھی فرمانے لگے ہیں۔

جناب محمد حسین نعیمی کو صدر الافاضل کے شاگردِ رشید، صدر الافاضل کے مسلک کے ترجمان جامعہ نعیمیہ کے مہتمم اور اہل سنت وجماعت کے ممتاز عالمِ دین کی حیثیت سے کون نہیں جانتا مگر یہ بات چند ہی لوگوں کو معلوم ہوگی کہ سُنّیت کے نام پر اپنا قد کاٹھ بنانے والے جناب مفتی صاحب دراصل سُنّیت سے کس قدر مخلص ہیں، گزشتہ سالہا سال سے جماعت اسلامی کے لیڈروں سے مفتی صاحب کے خفیہ روابط اور ہر معاملے میں ان کے چشم ابرو کے اشارے کی پالیسی تو خیر ڈھکی چھپی بات نہ تھی لیکن ایک مرحلہ پر دنیا نے یہ بھی دیکھا کہ آپ نے ۵ مئی ۱۹۸۲ء کو نیشنل سنٹر لاہور میں "صراطِ مستقیم" اور "تقویۃ الایمان" جیسی ناپاک کتابوں کے مصنفین و مؤلفین مولوی محمد اسمٰعیل اور سید احمد بریلوی کی نام نہاد تحریک کے موضوع پر منعقدہ جلسہ کی صدارت بھی فرمائی اور خیر سے صدارتی خطبہ بھی ارشاد فرمایا جس میں آپ نے فرمایا کہ سید احمد بریلوی کی تحریک دراصل جہاد کی رُوح تھی، دیکھا آپ نے صدر الافاضل کے جانشین کا کارنامہ، یہ جہاد کی تحریک کیا تھی؟ کن لوگوں نے اُٹھائی؟ اس کا مقصد کیا تھا؟ انگریزی سامراج کو چھوڑ کر مسلمان قبائلیوں یا انگریزوں کے قابو میں نہ آنے والے سکھوں سے لڑنے کی اس وقت کیا ضرورت پیش آگئی تھی؟ یہ تاریخی موضوع ہیں اور ان پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ سوال صرف یہ ہے کہ اگر یہ جہاد کی تحریک تھی تو پھر مولانا فضل حق خیر آبادی اور ان کے قافلے کی تحریک کو مفتی صاحب کیا ٹائیٹل عطا فرمائیں گے؟

ہم یہ بات تسلیم کر لیتے ہیں کہ بقول مفتی صاحب انہوں نے یہ باتیں نہیں کہیں مگر خدا را کوئی یہ تو پوچھے کہ حضور آپ اس جلسے میں لینے کیا گئے تھے؟ مفتی صاحب کو بھی ہمیں یہ پڑھانے کی ضرورت ہے کہ اس تحریک کو اسلامی تحریک قرار دینے کا معنی یہ ہے کہ ۱۸۵۷ء کے مجاہدین کی ساری تاریخ محض فراڈ

اور غلط ہے! اور اگر تفویۃ الایمان اور صراطِ مستقیم کے مصنفین نے یہ کتابیں لکھ کر اسلام کی خدمت کی ہے اور مجاہد کے مرتبے کو پہنچ گئے ہیں تو پھر آپ کے اکابرین کو کیا ہوا تھا کہ انہوں نے ان کی تردید کرنے زندگیاں گزار دیں؟

ناظرین کو حیرت نہ ہو کہ مفتی صاحب قبلہ جامعہ کی خوبصورت عمارت بنانے اور اس کے لئے وسائل مہیا کرنے کے بعد اب ان جھگڑوں کو محض دکاندارانہ اور حریفانہ تنازعے سمجھتے ہیں کبھی کوثر نیازی کی صدارت کرائی جا رہی ہے تو کبھی اکبر بگٹی کو جامعہ میں لانے کے مشورے ہو رہے ہیں کبھی دینی ادارے میں محمد علی کلے کو لانے کے منصوبے بنا کر شہرت کی بلندیوں تک پہنچنے کے پروگرام ہیں، تو کبھی ٹی وی فنکارہ طاہرہ نقوی کے بارے میں بیان بازی کو ذریعہ بنایا جا رہا ہے۔ قرآنی تبلیغ کے معروف دعویدار ڈاکٹر اسرار احمد اور شیعہ علماء سے مفتی صاحب کے یارانے مجلس شوریٰ کے ہر ممبر کی زبانی سنے جا سکتے ہیں۔ اربابِ حکومت کو اس طرح خوش کیا جاتا ہے کہ ادھر شوریٰ میں شریک دوسری طرف فیصل آباد میں علماء کی مجلس میں شوریٰ کے خلاف بیان! الغرض یہ ایک ایسا معمہ ہے کہ:

ع کس نکشود و نکشاید بحکمت ایں معمارا

مگر حیرت در حیرت محدث پاکستان کے صاحبزادگان پر ہے جو یہ سب کچھ جانتے ہوئے محدثِ اعظم کے عرس میں مفتی صاحب کو مہمان خصوصی بناتے ہیں اس کا مقصد سوائے اس کے اور کیا ہے کہ محدثِ پاکستان کے صاحبزادگان نے بھی حالات سے سمجھوتہ کر لیا ہے اور وہ اپنے عظیم المرتبت والد کے طریقِ کار کو اندر سے غلط سمجھنے لگے ہیں۔ دوسری طرف ہمیں قائدِ اہلسنت شاہ احمد نورانی، مجاہدِ اسلام مولانا عبدالستار خاں نیازی اور جماعت اہل سنت کے صدر غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی کی طویل خاموشی نے کئی شکوک و شبہات میں مبتلا کر دیا ہے۔ رہے سید محمود احمد رضوی تو وہ تو کب کے اپنے جلیل القدر والد مفتی اعظم پاکستان کے مشکل راستے کو چھوڑ کر گمراہ فرقوں سے مفاہمت اور مصالحت کا راستہ اختیار کر چکے ہیں۔ اے کاش وہ اپنے والد اور جدِ امجد کی عظمت کا راز سمجھ لیتے۔ البتہ اس موقع پر ہمیں شکوہ اور گلہ ہے تو جناب مفتی عبدالقیوم ہزاروی، شیخ الحدیث ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی اور ابوداؤد محمد صادق ایسے بلند مرتبہ عالمانِ دین سے جو تقویٰ و دیانت کے ساتھ ساتھ مذہب و مسلک کے بھی بے پناہ درد اور حساس دل کے مالک ہیں۔ ہماری گزارش صرف اور صرف یہ ہے کہ بنامِ خدا ہمیں یہ بتایا جائے کہ علمائے دیوبند سے ہمارے اختلافات اصولی ہیں یا فروعی، اگر اصولی ہیں تو پھر مفتی محمد حسین نعیمی، ابوالنصر منظور احمد شاہ ساہیوال اور صدر الشریعت کے صاحبزادے علامہ عبدالمصطفےٰ ازہری کو کس نے یہ اجازت دی ہے کہ وہ وہابی وفود کو سُنّی مدارس میں دعوتیں دیں، ان سے میل جول بڑھائیں، ان کے مسلکی جلسوں کی صدارتیں کریں اور اُن کی مدح و ثنا کے قصیدے پڑھیں۔

کیا فرماتے ہیں جناب مولانا ابوداؤد محمد صادق، ابوالصالح علامہ فیض احمد اویسی، فقیہہ اعظم مولانا نور اللہ بصیر پوری، شیخ الحدیث مولانا غلام رسول، شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی، علامہ عطا محمد بندیالوی، مفتی تقدس علی خان، مفتی عبدالقیوم ہزاروی، علامہ سید خلیل احمد قادری، بیچ اس مسئلے کے کہ اگر:

سُنّی زعماء میں سے کوئی با اثر شخص وہابیہ کے جلسوں میں شرکت کرے، صدارت کرے اور ان کے موقف کی مدح سرائی کرے یا ان کے اعزاز میں اپنے ہاں شاندار تقاریب برپا کرے، تو کیا ایسے شخص کو مسلکی اعانت فراہم کرنا، اس کے مدرسے کو سُنّی معتقدات کا ادارہ سمجھتے ہوئے اس کی مالی مدد کرنا، اسے اسلاف کے نام اور کارناموں کا استحصال جاری رکھنے کی اجازت دینا اور اسے اپنی محافل میں بلانا جائز ہے؟

نیز سوادِ اعظم اپنے متقدر علماء سے یہ بھی معلوم کرنا چاہتا ہے کہ جانتے بوجھتے لاہور کے ایک اہم سُنّی عالم دین کی جانب سے جناب مفتی نعیمی موصوف کو جلسہ دستارِ فضیلت اور ختم بخاری کی تقریب میں بصد اعزاز و اکرام بلانا کہاں تک درست

(باقی ۱۸ پر)

عورتوں کا صفحہ

ستر اور پردہ کا حکم

مولانا محمد قریش صاحب

شریعت میں ایک حکم تو لباس اور ستر کا ہے اور یہ حکم مرد، عورت دونوں ہی کے لئے ہے۔ مردوں کے لئے ناف سے گھٹنے تک اپنی بیوی کے سوا ہر ایک سے چھپانے کا حکم ہے اور عورتوں کے لئے چہرہ اور گٹّے تک ہاتھ اور ٹخنے تک پیر کے سوا پورا بدن اپنے شوہر کے سوا ہر ایک سے چھپانے کا حکم ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْجَارِیَۃُ اِذَا حَاضَتْ وَلَمْ یُصْلِحْ اَنْ یُّرٰی مِنْھَا اِلَّا وَجْھُھَا وَیَدَھَا اِلَی الْمُفَصَّلِ ط (ابوداؤد شریف)

چہرہ اور گٹّے تک ہاتھ کے سوا بالغہ عورت کے بدن کا کوئی حصّہ نظر نہ آنا چاہئے۔

اتنا باریک اور چست لباس بھی پہننا حرام ہے جس سے بدن اندر سے جھلکنے لگے یا بدن کی ساخت معلوم ہونے لگے۔ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ واصحابہ وسلم کی سالی حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہا ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے باریک لباس پہن کر حاضر ہوئیں تو حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ واصحابہ وسلم نے فوراً نظر پھیر لی اور فرمایا۔

یَا اَسْمَآءُ اِنَّ الْمَرْاَۃَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِیْضَ لَمْ یُصْلِحْ لَھَا اَنْ یُّرٰی مِنْھَا اِلَّا ھٰذَا وَھٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی وَجْھِہٖ وَکَفَّیْہِ (ابوداؤد)

اپنے چہرے اور ہاتھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اسماء! بالغہ عورت کے بدن کا کوئی حصہ اس کے اور اس کے سوا نظر نہ آنا چاہیئے۔

عَنْ عَلْقَمَۃَ بْنِ اَبِیْ عَلْقَمَۃَ عَنْ اُمِّہٖ قَالَتْ دَخَلَتْ حَفْصَۃُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَلٰی عَائِشَۃَ وَعَلَیْھَا خِمَارٌ رَقِیْقٌ فَشَقَّتْہُ عَائِشَۃُ وَکَسَتْھَا خِمَارًا کَثِیْفًا۔ رواہ مالک (مشکوٰۃ کتاب اللباس الفصل الثالث)،

امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ان کی بھتیجی حفصہ بنت عبدالرحمٰن باریک اوڑھنی اوڑھ کر حاضر ہوئیں تو حضرت عائشہؓ نے اس باریک اوڑھنی کو پھاڑ دیا اور موٹی اوڑھنی ان کو اُڑھا دی۔

آج مسلمان گھرانوں میں بھی عورتیں ٹھیک وہی لباس پہنتی ہیں جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔

بقیہ : طبی مشورہ

ماہر ڈاکٹر صاحب سے ۳۵ روز علاج کرایا مایوسی ہوئی۔ غرض علاج جاری ہے اور مرض بڑھتا جاتا ہے بچے کی عمر چودہ سال ہو چکی ہے۔ تین مرتبہ ایکسرے کرایا گیا۔ بائیں جانب کے پھیپھڑے میں قدرے نقص ہے کوئی سہل اور مفید نسخہ بتائیں۔

محمد سعید احمد، منچن آباد

ج : بچے کا علاج ابتداہی میں غلط ہوا نتیجہ یہ کہ تب محرقہ تپ دق بن کر رہ گیا۔ آپ ہلدی اور آک والا نسخہ استعمال کریں۔ اور ۲۸ رمئی کے خدام الدین میں ٹی بی کے بارے میں میرا مفصّل مضمون پڑھیں اور اس میں درج ہدایات کے مطابق عمل کریں انشاء اللہ صحت

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا

مکتوبِ گرامی

مخدوم المقام جناب مولانا علوی صاحب اعلی اللہ درجاتکم
معزز!
السلام علیکم

مدت ہوئی بعد ارسال عریضہ کی جرات کر رہا ہوں اگر ناگوار خاطر نہ گذرے تو خدام الدین مورخہ ۳ر دسمبر ۱۹۸۲ء ص آخری میں حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب قدس سرہٗ کی رحلت کے متعلق یہ تحریر ہے کہ: آپ کو ۲۴ رمضان مبارک ۱۳۰۸ھ ۲ مئی ۱۸۹۱ء کو خدا کا بلاوا آگیا اور مدینہ منورہ کی خاک پاک میں سو گئے۔ حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ مولانا کا مزار عالی مکہ مکرمہ میں ہے۔ چنانچہ آثار رحمت مرتبہ امداد صابری میں ہے کہ: "ایک برس علیل رہ کر ۲۲ رمضان شریف بروز جمعہ انتقال فرمایا اور جنت المعلی میں محلہ دیا شاہ کے قریب مدفون ہوئے" ص ۲۶۸۔ امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔ والسلام

محمد زاہد الحسینی (طالبِ دعا) ۱۶ جنوری ۱۴۰۳ھ

علماء اسلام آباد، راولپنڈی میدانِ عمل میں

۳ر دسمبر بروز جمعۃ المبارک جامع مسجد پھولوں والی رحمٰن پورہ راولپنڈی میں جمعیۃ علماء اسلام کے قدیم کارکن مولانا محمد عبدالمعبود صاحب نے اس سال حج کی سعادت حاصل کرنے والے علماء مولانا محمد عبداللہ صاحب اسلام آباد، مولانا عبدالستار توحیدی صاحب، مولانا عبدالحکیم صاحب اور قاری عبدالرؤف صاحب کے اعزاز میں عصرانہ دیا۔ علاوہ ازیں راولپنڈی کے بہت سے خطباء، ائمہ، حفاظ اور معززین شہر بھی عصرانہ میں مدعو تھے۔ جن میں مولانا محمد رمضان علوی، سید چراغ الدین شاہ، قاری عبدالعزیز جلالی — مولانا حبیب الرحمٰن اور مولانا سعید الرحمٰن کے نام قابل ذکر ہیں۔

اس موقع پر مولانا محمد عبدالمعبود صاحب نے اپنے اسلاف و اکابر کے مسلک کے تحفظ کے لئے کام کرنے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حاضرین سے درخواست کی کہ اکابر کی تاریخ کو مسخ ہونے سے بچانے اور اپنے مسلک کے تحفظ کی خاطر سب متحد ہو جائیں اور دن رات ایک کرکے جمعیۃ علماء اسلام میں موجود انتشار کو ختم کرایا جائے۔ اور جن داخلی و خارجی اسباب کی وجہ سے جمعیۃ کے دو ٹکڑے ہوئے ہیں۔ ان کا فی الفور تدارک کرنا چاہیئے۔ تاکہ جمعیۃ اپنا کھویا ہوا وقار بحال کرسکے اور اپنے مسلک کے لئے کام کرنے میں آسانی ہو۔

اس موقع پر مولانا عبدالستار توحیدی، مولانا محمد رمضان علوی اور قاری عبدالعزیز جلالی نے اپنے خطاب میں مصالحت کی تجویز کو سراہا اور اپنی تمامتر صلاحیتیں اس مقصد کے حصول کے لئے بروئے کار لانے کا عہد کیا۔

مولانا محمد عبداللہ اور مولانا عبدالحکیم صاحب نے اپنے بزرگوں کے درمیان غلط فہمیوں کو دور کرنے اور جمعیۃ کے ورکروں کو اپنے اکابر کا ادب و احترام ملحوظ رکھنے کی اپیل کی اور ساتھ ہی یہ فیصلہ بھی ہوا کہ ضلع راولپنڈی، ضلع اسلام آباد کے علماء کرام کی طرف سے دستخط شدہ مصالحت کی اپیل جمعیۃ کے دو طرفہ ذمہ دار بزرگوں کی خدمت میں ارسال کی جائے تاکہ تمام بزرگ متحد اور متفق ہو کر اسلام، ملک اور قوم کی خدمت پوری

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے !! (مدیر)

جامِ طہور اور صبحِ صادق

آج کے دور میں کوئی شخص اپنی شعری صلاحیتوں کو مسلمات دینی، اصلاح عقائد، ترغیب اعمال صالحہ اور فکر آخرت کے لئے وقف کر دے تو لوگوں کو تعجب ہوگا اور ہونا چاہیئے کیونکہ آج کل شاعری نام ہے شاہد و شراب کے تذکرے کا یا پھر اپنے مخالفین کی پگڑیاں اچھالنے کا — لیکن ایسے لوگ دنیا میں ضرور ہیں جو اللہ تعالٰے کی اس بخشی ہوئی نعمت کا صحیح مصرف پہچانتے ہیں — انہی خوش قسمت لوگوں میں ہمارے محترم مہربان مولانا عبدالرحمٰن صاحب عاجز مالیر کوٹلوی ہیں جو فیصل آباد جیسے صنعتی اور تجارتی شہر میں رہ کر مبلّغ و منادِ دین کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ کے چند شعری مجموعوں پر اس سے قبل تبصرے ہو چکے ہیں۔ اس وقت دو شعری مجموعے ہمارے سامنے ہیں۔ یعنی جام طہور اور صبح صادق۔ نام ہی بڑے محبوب ہیں اور ان میں جو کلام ہے اس کا کیا کہنا؟ جامِ طہور کے انتساب کے ضمن میں موصوف نے لکھا ہے:۔

"میں یہ ناچیز تصنیف ہر اس مسافر کے نام منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جس کے درپیش ایک طویل اور نہایت کٹھن سفرِ آخرت ہے۔"

ان انتسابی جملوں سے کتاب کے مضامین کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس میں کیا ہوگا — ان گنت نظمیں اور نعتیں لیکن ہر ایک اپنے مقصد کے اردگرد گھومنے والی، — یہی حال صبح صادق کا ہے اس میں بھی ۸۰ نظمیں ہیں اور جام طہور کی طرح اپنے موضوع پر خوب سے خوب تر — ان مختصر صفحات میں اس سے زیادہ کچھ لکھنا مشکل ہے — ہم ملک کے ہر بہی خواہ اور دردمند انسان سے گذارش کریں گے کہ ان کتابوں کو حاصل کریں اور لوگ جہاں شاہد و شراب کے تذکروں سے مملو شاعری سے جی بہلائیں وہاں ان نظموں کے پڑھنے کا رواج ڈالیں تاکہ امتِ مسلمہ اپنے مقصد زندگی اور سفر آخرت کو سمجھ سکے — ان مجموعوں کی اشاعت پر جناب شاعر و ناشر مستحق تبریک ہیں۔

جام طہور قیمت جہیز ایڈیشن ۴۰/- روپے، سستا ایڈیشن ۳۰/- روپے اور اس سے سستا ۲۰/- روپے میں دستیاب ہے۔ جبکہ صبح صادق جہیز ایڈیشن ۲۷/- روپے میں اور دوسرے ایڈیشن ۲۱/- اور ۱۴/- روپے میں رحمانیہ دارالکتب امین پور بازار فیصل آباد سے دستیاب ہیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ

محترم طالب ہاشمی صاحب کی یہ کتاب حضور نبی کریم علیہ السلام کی ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں پہلے پیدا ہونے والے مہاجر بچے کی سیرت سے متعلق ہے جو حضور علیہ السلام سے چند در چند رشتوں میں منسلک ہونے کے ساتھ شرف صحابیت بھی رکھتا ہے

حضرت زبیر رضی اللہ تعالٰے عنہ جیسے عظیم المرتبت صحابی کے آپ فرزند تھے جنہیں حواری رسول کہا

جاتا ہے جو عشرہ بشترہ میں سے ہیں اور حضور علیہ السلام کے پھوپھی زاد بھائی نیز ہم زلف ـــــ جناب عبداللہ کو تربیت کے لئے جو ماحول میسر آیا وہ اتنا نورانی اور پاکیزہ تھا کہ سبحان اللہ! حضور علیہ السلام والد کے رشتہ سے ان کے چچا ہوتے ہیں تو والدہ کے رشتہ سے خالو۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰے عنہا جیسی فقیہہ و محدثہ ان کی خالہ ـــ انہوں نے ان تمام چشمہائے صافی سے خوب خوب جرعہ نوشی کی اور صغار صحابہ علیہم الرضوان میں امتیازی مقام حاصل کیا ـــ انہی کی سیرت و کردار کا یہ مرقع ہے لکھنے والے جناب طالب ہاشمی ہیں جنہوں نے اس سے قبل متعدد صحابہ علیہم الرضوان پر عشق و محبت میں ڈوب کر کتابیں لکھیں۔

قومی کتب خانہ لاہور نے روایتی انداز سے کتاب کو خوبصورت طریق سے چھاپا ہے جس کا ہدیہ محض ۲۰/ روپے ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالٰے عنہ کی سیرت و اور ان کے مجاہدانہ کارناموں کے علاوہ متعدد رسائل پر یہاں آپ کو سیر حاصل بحثیں ملیں گی۔ خریدیں اور جلدی۔

سماع الاموات

۳۲ صفحات کا یہ رسالہ مولانا قطب الدین قاسمی کے قلم سے ہے جس پر مولانا عبدالکریم بیر شریف اور صاحبزادہ محمود اسعد صاحب ہالیجی شریف جیسے بزرگوں کی تقریظات ہیں ـــــ اس نزاعی و اختلافی مسئلہ میں علماء اہلسنت و جماعت حنفی دیوبندی کثر اللہ تعالیٰ سوادھم کا مؤقف و مسلک صحیح طریق سے آپ کو اس رسالہ میں ملے گا۔

ملنے کا پتہ: مہتمم مدرسہ عربیہ مطلع العلوم قاسمیہ گوٹھ غازی وڈی میرپور ماتھیلو (سندھ)

تدبر

مولانا امین احسن اصلاحی کی نگرانی میں تدبر سیریز کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ پانچواں رسالہ ہے جس میں چند اہم مضامین شامل ہیں یعنی اصلاح معاشرہ۔ فہم قرآن کے چند بنیادی اصول۔ صحابہ اور صحابیت' ارادہ اور عمل کا صلہ، تعلق باللہ اور اس کی اساسات، کیا اسلام صلح و آشتی کا مذہب ہے؟ اکثر مضامین مولانا اصلاحی کے افادات پر مشتمل ہیں جنہیں ان کے ہونہار شاگردوں نے بڑے سلیقہ سے مرتب کیا ہے ـــــ جزوی اختلاف کے باوصف مولانا اصلاحی کی عالمانہ عظمت مسلّم ہے اور ہر مضمون علم و دانش کی کسوٹی پر اپنا ایک مخصوص مقام رکھتا ہے۔ اس قسم کے رسائل فکری بالیدگی کا سبب بنتے ہیں ـــــ ہم اس کے مطالعہ کی زبردست سفارش کرتے ہیں۔ تین روپے میں ادارہ تدبر قرآن و حدیث رحمٰن سٹریٹ مسلم کالونی سمن آباد لاہور سے یہ دستیاب ہے۔

بقیہ: احادیث الرسول ؐ

اس کی زمین میں سیر کس قدر جلدی ہوگی۔ آپؐ نے فرمایا جس طرح بارش کے پیچھے ہوا لگ جاتے۔ پھر وہ ایک قوم کے پاس آئے گا ان کو اپنی طرف دعوت دے گا وہ لوگ اس پر ایمان لے آئیں گے، پھر وہ ابر کو حکم کرے گا وہ ان پر مینہ برسائے گا اور زمین کو حکم کرے گا وہ ہر قسم کی چیزیں اُگا دے گی۔ پھر شام کو ان کے مویشی چر کر واپس آئیں گے بڑی لمبی لمبی کوہانوں والے ہو کر اور تھنوں کے لحاظ سے بہت پورے اور خوب کھچی ہوئی کوکھوں والے۔

بقیہ: حضرت درخواستی

کھلے ہیں۔

س:۔ موجودہ ملکی بحران کا حل کیا ہو سکتا ہے؟

ج:۔ حکومت کی طرف سے مکمل نظام اسلام کا نفاذ، اور عوام کی طرف کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کے مطابق عملی زندگی پیش کرنا، لوگ خواہ کوئی دوسرے نتلاتے رہیں میرے نزدیک صرف اور صرف یہی حل ہے۔

طبی مشورے

براہ راست جواب کے خواہش مند حضرات جوابی لفافہ ضرور بھیجیں۔

حکیم آزاد شیرازی اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

ٹی بی کا ایک طالب علم مریض

س: میں گومل یونیورسٹی میں بی اے ایڈ کا طالب علم ہوں اور ۱۹۸۰ء سے ٹی بی کا مریض ہوں۔ ابتداء میں مجھے زکام اور معمولی سی کھانسی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے سٹرپٹو مائی سین کے انجکشن تجویز کرے ایک مہینہ تک علاج کرانے سے افاقہ ہو گیا۔ چھ ماہ بعد پھر شکایت ہو گئی۔ تو پشاور میں ٹی بی اسپیشلسٹ ڈاکٹر بشیر احمد صاحب سے تین مہینے متواتر علاج کرایا۔ اور ٹھیک ہو گیا۔ لیکن ٹھیک تین مہینے بعد پھر بیمار ہو گیا۔ اس مرتبہ بہت دوائی کھائی لیکن نہ کھانسی ختم ہوتی ہے نہ کم ہوتی ہے گویا اب مجھ پر انگریزی دوائی اثر نہیں کرتی۔ ساری رات کھانسی رہتی ہے۔ نیند حرام ہو چکی ہے۔ معمولی بخار بھی رہتا ہے۔ ہاضمہ خراب اور قبض رہتا ہے۔ روز بروز کمزور ہوتا جا رہا ہوں۔ پچھلے دنوں گورنمنٹ ہائی سکول مڈ ۳ ڈیرہ اسمٰعیل خاں جانے کا اتفاق ہوا۔ سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے میری بیماری دیکھی تو انہوں نے آپ کا پتہ دیا۔ اور کہا کہ میں نے خود حکیم صاحب کا نسخہ آزمایا ہے بہت اچھا نسخہ ہے۔ لہٰذا حکیم صاحب مجھے ٹی بی کی دوائی بھیج دیں اور طریق استعمال اور پرہیز تحریر کریں۔

عبدالحفیظ خان خٹک بی ایس سی، بی ایڈ قائداعظم ہوسٹل، گومل یونیورسٹی، ڈیرہ اسمٰعیلخاں

ج: عزیز گرامی! نسخہ خود تیار کر لیں، خالص ہلدی کا سفوف پندرہ حصے، آک کا تازہ دودھ ایک تولہ، دونوں کو کھرل میں ڈال کر خوب زور دار ہاتھوں سے پندرہ منٹ تک کھرل کر کے یک جان کر لیں۔ دوائی تیار ہے۔ نصف رتی کی مقدار میں ہر چار گھنٹے بعد نیم گرم پانی کے ساتھ کھائیں۔ اور مفصل ترکیب استعمال' پرہیز وغیرہ کے لئے ۲۸ر مئی ۱۹۸۲ء کا "خدام الدین لاہور" ملاحظہ فرمائیں۔

دانت اور مسوڑھے خراب ہیں

س: میرے سامنے کے چھ سات دانت خراب ہیں اور ان پر انگلی کرنے سے خون آتا ہے۔ نیز دانتوں سے بدبو آتی ہے۔ براہ کرم آسان نسخہ بتائیں۔

سکندر حیات ملک
چھنی محمد قاضی، سرگودھا

ج۔ (۱) پھٹکڑی بریاں (۲) مندر جھاگ (۳) سنگجراحت۔ تینوں دوائیں پیس کر ملا لیں۔ صبح و شام انگلی سے دانتوں پر ملا کریں۔ رات سوتے وقت کیکر کا چھلکا پانی میں ابال کر اس پانی سے کلیاں کریں۔ اور ایک انگلی روغن سرسوں مسوڑھوں پر مل لیا کریں۔ انشاء اللہ تعالٰے صحت ہو گی۔

تپ محرقہ سے ٹی بی تک!

س: میرا بچہ چھ ماہ کا تھا کہ اسے تپ محرقہ ہوا، ٹیکے لگائے گئے۔ انگریزی علاج ہوتا رہا، بخار نزلہ اور کھانسی بڑھتے گئے۔ بچہ پانچ سال کی عمر تک پہنچا تو یونانی علاج کیا۔ فائدہ نہ ہوا۔ آخر ضلع کے ماہر ڈاکٹر صاحب سے متواتر تین مہینے علاج کرایا۔ ۹ ٹیکے سٹپٹو مائی سین کے لگوائے فائدہ نہ ہوا۔ آج سے تین مہینے پہلے ایک بہت بڑے

(باقی ۲۵ پر)

منظور شدہ ۱۔ لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۲۱/۱۶۳۲ مورخہ ۳ رمئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری C.B.T ۲۲۷-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
محکمہ تعلیم ۳۔ کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۹/۷۶۷-۲۰-D.D.9 مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G.۲۴/۷۰-۱۵۴۱۰ ۳ مئی ۶۲ء

مطبوعاتِ انجمن خدام الدین لاہور

* مردِ مومن ـــــــــ ۵۰/۲۲ روپے
* خطباتِ جمعہ ـــــــــ دس حصے ـــــــــ فی حصہ ۵/- روپے
* مجالسِ ذکر حضرتؒ کی اصلاحی تقاریر کا قیمتی خزانہ ـــــــــ دس حصے ـــــــــ فی حصہ ۵/- روپے
* اسلامی تعلیمات حضرت مولانا عبید اللہ انور کے خطبات و مواعظ کا قیمتی مجموعہ ـــــــــ ہدیہ ـــــــــ ۲۴/- روپے
* ملفوظاتِ طیبات حضرت لاہوریؒ کے ملفوظات کا دلآویز گلدستہ ـــــــــ ۲۵/۱۰ روپے
* گلدستہ صد احادیثِ نبویؐ ترجمہ و تشریح حضرت لاہوریؒ ـــــــــ ۱/۰۰ روپے
* خلاصۃ المشکوٰۃ مشکوٰۃ کا خلاصہ، حضرت لاہوریؒ کی محنت کا شاہکار ـــــــــ ۵/- روپے
* اصلی حنفیت مذہبِ حنفی کی سچی تصویر، حضرت لاہوریؒ کے قلم سے ـــــــــ ۱/- روپے
* مقصدِ قرآن از حضرت لاہوریؒ ـــــــــ ۱/- روپے
* ضرورۃ القرآن از حضرت لاہوریؒ ـــــــــ ۱/- روپے
* خدام الدین حضرت لاہوریؒ نمبر ـــــــــ ۲۵/- روپے
* رسائل کا سیٹ دو جلد ـــــــــ فی جلد ۱۰/- روپے، یکمشت دونوں حصے منگوانے پر ۱۸/- روپے

ہر قسم کی دینی کتب منگوائیے، ڈاک خرچ بذمہ ادارہ ہوگا۔ آرڈر کے ساتھ نصف رقم پیشگی بذریعہ منی آرڈر ضرور بھیجیے

المعلن: ناظم شعبہ نشر و اشاعت انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ، لاہور